مسلسل اشاعت کا
29واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

43

www.tanzeem.org

29ربیع الثانی تا5جمادی الاولیٰ1442ھ/15 تا21دسمبر2020ء

تحفظ انسانیت

اسلام کا اصلی مقصد انسان کی انسانیت کا تحفظ ہے، کیونکہ انسان اپنا منفرد کردار اسی وقت ادا کرسکتا ہے جب اس کا منفرد انسانی وجود برقرار رہے۔ اس لئے ہر وہ عامل جو اس کی طبیعت پر تغیر کرنا چاہے یا اس کے خصائص کو تلف کرے، اسلام کی نظر میں مسترد ہے۔

اسلام ہی ہمارے عضویاتی اور روحانی اعمال کے قواعد کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ اسلام ہی یہ بتاتا ہے کہ کون سے امور درست اور کون سے غلط ہیں۔ اسی سے ہمیں یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ ہم اپنے ماحول اور اپنے نفس میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا رحم فرمایا ہے کہ بنیادی ضروریات کی تکمیل ہمارے علم و ارادے پر موقوف نہیں رکھی بلکہ وہ بغیر ہمارے ارادے کے خود بخود انجام پاتی رہتی ہیں، جیسے کھانے کا ہضم ہونا اور بقائے زندگی کے لیے بدن کا غذا کا جذب کرنا۔ اسی طرح اسلام نے جائز و ناجائز امور کو ہماری جہالت پر نہیں چھوڑا، بلکہ تمام کو بالتفصیل بیان کردیا۔ طیبات کو حلال فرما دیا اور تھوڑی سی اشیاء کو ناجائز قرار دے دیا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ ہمارے لئے نقصان دہ ہیں، خواہ ہمیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور اسلام نے وہ حدود متعین کردیں، جن میں رہ کر ہماری انسانیت اور انسانی خصوصیات کا تحفظ بھی ہوسکے اور ہم زندگی کی طیبات اور تہذیبی سہولتوں سے بھی فائدہ اٹھاسکیں۔

سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

قدم بہ قدم بڑھتی ہوئی عالمگیریت
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
انسدادِ جنسی زیادتی بل 2020ء
......دشت و چمن سحر سحر
نبوت و رسالت اور اس کا مقصد
ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ

الھدیٰ (916)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَۃُ النُّوْر — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 11

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱﴾

آیت:11 ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ﴾ ’’جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں‘ یہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔‘‘

﴿لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ﴾ ’’اسے تم اپنے لیے بُرا نہ سمجھو‘ بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔‘‘

یہ واقعہ گویا اللہ تعالیٰ کے بہت سے احکام اور قوانین کے نزول کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اسی کی وجہ سے امت کو شریعت کے اہم امور کی تعلیم دی جائے گی۔ اس واقعہ کا خلاصہ یوں ہے:

۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بنی مصطلق کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ آپؓ ایک الگ ہودج (کجاوہ) میں سفر کرتی تھیں۔ واپسی کے سفر کے دوران ایک جگہ جب قافلے کا پڑاؤ تھا آپؓ صبح منہ اندھیرے قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ واپسی پر آپؓ کا ہار کہیں گر گیا اور اس کی تلاش میں آپؓ کو اتنی دیر ہوگئی کہ قافلے کے کوچ کا وقت ہوگیا۔ جن لوگوں کو آپؓ کا ہودج اونٹ پر باندھنے اور اتارنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی تھی انہوں نے ہودج اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیا۔ اٹھاتے ہوئے وہ لوگ یہ اندازہ نہ کر سکے کہ ہودج خالی ہے اور آپؓ اس میں موجود نہیں ہیں۔ بہرحال جب آپؓ پڑاؤ کی جگہ پر واپس آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ آپؓ نے سوچا کہ بہتر ہے کہ اسی جگہ پر بیٹھی رہوں‘ تاوقتیکہ لوگوں کو میرے بارے میں پتا چلے کہ میں ہودج میں نہیں ہوں اور وہ مجھے تلاش کرتے ہوئے واپس اس جگہ پہنچ جائیں۔ وہیں بیٹھے بیٹھے آپؓ کو نیند آ گئی اور وہیں زمین پر سو گئیں۔

اس زمانے میں عام طور پر سفر کے دوران ایک شخص قافلے کے پیچھے پیچھے سفر کرتا تھا تاکہ قافلے کی کوئی گری پڑی چیز اٹھا لے۔ اس سفر کے دوران اس ذمہ داری پر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ مامور تھے۔ وہ اجالے کے وقت پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے تو دور سے انہیں ایک گٹھڑی سی پڑی دکھائی دی۔ قریب آئے تو اُم المومنین رضی اللہ عنہا کو زمین پر پڑے پایا۔ حضرت صفوانؓ نے آپؓ کو دیکھ کر اونچی آواز میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔ یہ سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے آپؓ کے سامنے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپؓ خاموشی سے سوار ہوگئیں اور وہ نکیل پکڑے آگے آگے چلتے رہے۔ جب وہ آپؓ کو لے کر قافلے میں پہنچے تو عبداللہ بن اُبی نے اپنے خُبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے شور مچا دیا کہ خدا کی قسم‘ تمہارے نبی کی بیوی بچ کر نہیں آئی! (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں یہ آیات نازل فرما کر آپؓ کی پاکدامنی اور پاکبازی پر گواہی دی تو تب جا کر یہ معاملہ ختم ہوا۔ یہ واقعہ تاریخ اسلام میں ’’واقعہ اِفک‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔

﴿لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ﴾ ’’ان میں سے ہر شخص کے لیے وہی ہے جو گناہ اُس نے کمایا۔‘‘ جس کسی کا جتنا حصہ اس طوفان کے اٹھانے میں ہے اس کو اسی قدر اس کا بدلہ ملے گا۔

﴿وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱﴾﴾ ’’اور ان میں سے جس نے اس کا بڑا بوجھ اپنے سر لیا اس کے لیے تو بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے‘ جو اس بہتان کے باندھنے اور اس کی تشہیر کرنے میں پیش پیش تھا۔

فرمان نبویؐ

تین طرح کے لوگوں کے لیے وعید

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین طرح کے لوگوں کے خلاف مدعی ہوں گا۔

(1) جس نے میرا نام بیچ میں لا کر عہد (معاہدہ) کیا اور پھر اسے توڑ ڈالا۔ (2) آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانے والا۔ اور

(3) جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر اس کی مزدوری نہ دی۔‘‘

تشریح: یہ وعید کا انتہائی سخت پیرایہ بیان ہے‘ جس سے ان افعال کی شناعت کا اظہار مقصود ہے‘ تاکہ مسلمان متنبہ رہیں‘ اور ان امور سے لازماً اجتناب کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

قدم بہ قدم بڑھتی ہوئی عالمگیریت

اُنیسویں صدی ختم ہو رہی تھی تو صہیونیوں نے اپنے کچھ پروٹوکولز طے کیے۔ آسان الفاظ میں سمجھیں کہ اعلیٰ ترین سطح پر اُنھوں نے طے کیا ہے کہ آنے والے وقت میں اُنھیں کیا اہداف حاصل کرنے ہیں؟ اور یہ اہداف مرحلہ وار کیسے اور کس شیڈول کے مطابق حاصل کیے جائیں گے؟ ہماری رائے میں صہیونی اگرچہ مسلمانوں کے ہی نہیں انسانیت کے بدترین دشمن ہیں۔ ان سے کبھی بھی کسی بھلائی کی توقع نہیں رہی۔ لیکن یہ ایک مشہور کہاوت ہے: ''شیطان کو اُس کا حق دو'' "Give the Devil his Due"۔ ہماری رائے میں جس محنت، خلوص اور دیانت داری سے اِن صہیونیوں نے اپنے ہر ہدف کے ہر مرحلہ پر کام کیا اُس کی تحسین نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ اپنے اِس شیطانی مشن کی تکمیل کے لیے اُنھوں نے سرتوڑ کوششیں کیں اور کامیابیاں حاصل کیں۔ آج بھی دُنیا میں اِن شیطان صفت انسانوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے زائد نہیں لیکن دُنیا کے 7 ارب انسانوں کو وہ مکمل طور پر نہ سہی کافی حد تک نکیل ڈال چکے ہیں اور تو اور سپریم پاور آف دی ورلڈ اُن کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہے۔ اِس لیے کہ امریکہ کے مالیاتی اداروں پر صہیونیوں کا قبضہ ہے وہاں کا میڈیا اُن کے اشاروں پر اپنی سمت متعین کرتا ہے۔ یورپ انتہائی ترقی یافتہ ہے۔ مالی طور پر انتہائی مضبوط ہے۔ اُس کے تین ممالک فرانس، برطانیہ اور روس سلامتی کونسل کے مستقل رُکن ہیں اور ویٹو پاور رکھتے ہیں۔ لیکن اِن میں سے کوئی ایک ملک بھی یہودیوں کی شان میں گستاخی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اندازہ کریں کہ جمہوریت، آزادیٔ اظہار اور مساوات کا دعویٰ کرنے والے یورپ نے ایک امتیازی قانون بنایا ہوا ہے یعنی ہولوکاسٹ پر بات کرنا بھی جرم قرار دیا ہوا ہے۔

یہودیوں نے طے شدہ شیڈول کے مطابق 1917ء میں اُس وقت کی سپر پاور برطانیہ کے وزیر خارجہ بالفور سے ڈیکلریشن جاری کروایا کہ یہودی فلسطین میں آباد ہوں گے۔ 1948ء میں اُن کا خواب پورا ہوا اور اسرائیل کا قیام عمل میں آ گیا۔ 1967ء میں اُس نے اپنی سرحدوں کو پھیلا لیا۔ پھر چند دہائیوں میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ عرب جو اسرائیل کا نام سننا گوارا نہیں کرتے تھے، جو اسرائیل کو ملیا میٹ کرنے کے نعرے لگاتے تھے، آج وہ اسرائیل کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں اور اُس کے پروگرام کو آگے بڑھانے میں اُس کے سہولت کار کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جو پروٹوکولز طے کیے گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھیں دو مراحل میں منطقی انجام تک پہنچانے کا عزم ہے۔ گریٹر اسرائیل کا قیام اور بعد ازاں ایک عالمی حکومت کا قیام۔ گریٹر اسرائیل کے ہدف کا حصول بہت قریب دکھائی دیتا ہے اور Globalization کے نام سے ایک عالمی حکومت کے قیام کے حوالے سے کام بڑی تیزی سے آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے معیشت کو شکنجہ ڈالا گیا۔ ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او جیسے اداروں

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
29 ربیع الثانی تا 5 جمادی الاولیٰ 1442ھ جلد 29
15 تا 21 دسمبر 2020ء شمارہ 43
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے ذریعے دُنیا کے تمام ممالک کے پاؤں میں زنجیریں ڈال کر اُنھیں باندھ دیا گیا ہے۔ چین نے خود کو بچانے کی کوشش کی، اگرچہ کسی نہ کسی سطح پر اُسے بھی Engage کیا گیا ہے۔ معاشی جکڑ بندی میں سود نے مرکزی رول ادا کیا۔ اسلامی ممالک سمیت آج دنیا میں کوئی سودی معیشت کے شیطانی شکنجے سے بچا ہوا نہیں۔ سود کے بارے میں یہ تاثر قائم کر دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر معاشی نظام کا کوئی تصور نہیں۔ اِس کا کوئی بدل نہیں۔ معاشی جکڑ بندی نے فرد، معاشرے اور ریاست کو غلام بنانے میں مرکزی رول ادا کیا۔ یہ عالمی صہیونی مافیا صنعت وحرفت اور تجارت پر اپنا کنٹرول قائم کرنے کے بعد زراعت کی طرف بڑھا ہے۔ یہ مافیا چاہتا ہے کہ دُنیا کھانے پینے کی اشیاء کے لیے بھی اُس کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ امریکہ جو اِس مافیا کا بڑا ایجنٹ ہے وہ دوسرے ممالک سے جو معاہدے کرتا ہے اُس کی صورت ایک پیکج کی ہوتی ہے وہ اسلحہ بیچ کر پاکستان اور بھارت جیسے ممالک پر اپنا احسان بھی جتاتا ہے، لیکن تمام لین دین میں اِس مافیا کا ایجنڈا بھی شامل ہوتا ہے۔ گویا ترقی پذیر ممالک اُن کے ممنون احسان بھی ہیں اور اُن کے کارندے بھی ہیں۔

بات سمجھنے کے لیے ہمیں آج کے بھارت پر نگاہ ڈالنی ہوگی۔ جہاں بھارتی حکومت اور کسانوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا ہے۔ بھارت کی حکومت نے تین قوانین بنائے ہیں جن کا مرکزی آئیڈیا یہ ہے کہ زراعت کی مکمل طور پر نجکاری کر دی جائے اور ملٹی نیشنل کمپنیز کو بھی آفر کی ہے کہ وہ فارمنگ سیکٹر کو ٹیک اوور کریں۔ جبکہ اِس سے پہلے صورتِ حال یہ تھی کہ MSP (Market Minimum Sale Price) پر حکومت اِن کسانوں سے فصلیں خریدتی تھی، جس سے ملک میں ایک فوڈ سکیورٹی تھی جو اب ختم ہوگئی ہے۔ مجوزہ قانون سازی ہوگئی تو کسان مکمل طور پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے محتاج ہو جائیں گے۔ پھر یہ کہ فصل خود کوئی بیج مہیا نہیں کر سکے گی۔ انٹرنیشنل سیڈ کمپنیاں کسانوں کو بیج دیں گی جو صرف ایک مرتبہ کام آئے گا اور ہر مرتبہ فصل کے لیے اِن کمپنیوں سے کسانوں کو بیج خریدنا پڑے گا۔ گویا کسانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُسے مافیا کے آگے ڈال دیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ تجارت، صنعت اور زراعت سمیت گویا ہر نوع کا کاروبار اب عالمی سطح پر صرف ملٹی نیشنل کمپنیاں کریں گی یعنی چھوٹے کاروباری اور زمیندار مافیا کی اُس گاڑی کے آگے بیل کی طرح جُت جائیں گے جو ساری دنیا کی کمائی پر ہاتھ صاف کر رہی ہے۔ یہ بڑی کمپنیاں ظاہر ہے وقت کی اُس بڑی حکومت کے زیرِ سایہ کام کریں گی جو اس عالمی مافیا کی ہوگی جس کا ذکر ہم سطور بالا میں کر چکے ہیں۔

دُکھ کی بات یہ ہے کہ یہی کام پاکستان میں بھی ہو رہا ہے لیکن پاکستان کا کسان پاکستان کا چھوٹا تاجر اور صنعت کار کمزور اور لاغر ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر کم فہم ہے کہ وہ یہ بات اچھی طرح جان بھی نہیں سکا کہ مستقبل قریب میں اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اصل میں یہودی اپنے اُس تصور کو عملی شکل دے رہے ہیں کہ اس دنیا میں انسان صرف وہ ہیں باقی سب Gentiles ہیں۔ وہ دنیا کے تمام سرمائے اور وسائل کے مالک ہوں گے اور باقی دنیا کے سب انسان اُس کے ''کامے'' ہوں گے۔ پاکستان سمیت عالم اسلام اِس ہمالائی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہے کہ وہ اِس پچ پر کھیل رہا ہے جو یہودیوں نے تیار ہی اِس طرح کی ہے جو صرف اُن کی فتح اور کامیابی کا راستہ ہموار کرے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کے بنائے ہوئے سسٹم میں ہم نیم دروں نیم بروں رہ کر اپنا کام چلا سکتے ہیں، وہ بھی راضی رہیں گے اور ہماری انفرادیت بھی قائم رہے گی۔ یہ حماقت ہے این خیال است ومحال است وجنوں است۔ ہمیں اب اگر زندہ رہنا ہے تو اُن کے مقابل کھڑا ہونا ہوگا۔ اِس وقت جو ہماری پالیسی ہے، ہم اُن کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ اِس انداز میں انفرادیت کبھی قائم نہیں رہ سکے گی اور ہم بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اُن کے ایجنڈے کے سہولت کار بن جائیں گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بن چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا نظام عطا فرمایا ہے جو انتہائی عادلانہ نظام ہے۔ اگر محنت، خلوص اور جذبہ سے کام کر کے اُس نظام کو سامنے لائیں گے تو باطل کبھی مقابلے میں کھڑا نہیں رہ سکے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم یہ کام نیم دلی سے نہیں بلکہ پورے یقین اور پورے وثوق سے کریں اور کسی قسم کے احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں اور ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اِس جنگ کے جیتنے کے لیے اگرچہ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کی بھی کسی قدر ضرورت ہے، لیکن ہمارا اصل ہتھیار اپنے دین سے تعلق ہوگا۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے چمٹ جائیں اور سنت رسول ﷺ سے خود کو مزین ہی نہیں مسلح بھی کر لیں تو ہم بدر وحنین کی یاد تازہ کر سکیں گے۔ سرمائے کی بنیاد پر کھڑے کیے گئے یہ بت زمین بوس ہو جائیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ اکبر کے نعرے کو عملی جامہ پہنا کر دُنیا کے سامنے پیش کریں۔

❁❁❁

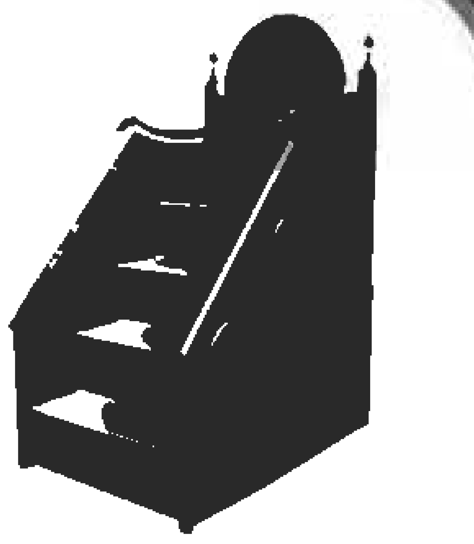

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

(سورہ الطور کی آیات 32 تا 34 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 27 نومبر 2020ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم سورۃ الطور کی جن آیات کا مطالعہ کریں گے ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک بڑے جلالی انداز میں مشرکین مکہ سے کچھ سوالات کیے ہیں اور عربی اسلوب کے اعتبار سے اس مقام پر بڑا فصاحت اور بلاغت کا انداز ہے۔قرآن حکیم کا یہ بھی اسلوب ہے کہ وہ کبھی واقعات بیان کرکے ہمارے لیے ایک سبق کا اہتمام کرتا ہے اور کبھی مثالیں بیان کرکے کچھ حقائق ہمارے سامنے واضح کرتا ہے کیونکہ واقعات اور تمثیلات سے باتوں کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح تعلیم کا ایک اسلوب سوال و جواب بھی ہے جس سے سمجھانا اور توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے کہ انسان غوروفکر کرے۔ انسان کی فطرت میں کچھ حقائق کا یعنی خالق کائنات کا تعارف تو موجود ہے کیونکہ ازل میں ہر انسان کی روح نے یہ گواہی دی ہوئی ہے:

اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔'' (الاعراف:172)

اسی گواہی کی یاددہانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو دنیا میں بھیجا اور کتابیں بھی نازل فرمائیں کہ ہم نے اللہ کو اپنا رب ماننے کا اقرار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے اپنی عبادت کا جو مطالبہ فرمایا ہے وہ بھی اپنے رب ہونے کے ناطے سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم نماز کی ہر رکعت میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

اور پھر اسی عہد کو دہراتے ہیں جو ہم نے ازل میں اپنے رب سے کیا تھا:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

یاددہانی کا یہی انداز سورۃ القریش میں بھی ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۳﴾ ''پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی۔''

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ بھی اسی عہد کی تجدید کے لیے اللہ کی طرف سے ایک مکمل دین اور کتاب ہدایت لے کر آئے اور اس کے ذریعے نہ صرف یاددہانی کا

مرتب: ابو ابراھیم

اہتمام کیا بلکہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا۔لیکن آپ ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں باطل نظام کے جن رکھوالوں کے مفادات پر ضرب پڑتی تھی انہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت میں آپ ﷺ پر بے بنیاد الزامات لگانے شروع کر دیے۔ چونکہ انہیں آپ ﷺ کی مخالفت کے لیے کوئی جواز نہیں مل رہا تھا اس لیے کبھی وہ آپ ﷺ کو ساحر کہہ رہے تھے، کبھی مجنون اور کبھی شاعر۔ زیر مطالعہ آیات میں قریش کی اسی افتراء پردازی پر قرآن نے کچھ سوالات اُٹھائے ہیں:

﴿اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۳۲﴾ (الطور) ''کیا ان کی عقلیں انہیں یہی کچھ سکھا رہی ہیں یا یہ ہیں ہی سرکش لوگ؟''

یہ سوالیہ انداز غوروفکر کی دعوت بھی ہے کہ تم اپنے اندر جھانک کر غور تو کرو کہ تم یہ کیا رویہ اختیار کر رہے ہو؟ کس ہٹ دھرمی پر تم اڑ گئے ہو؟ چالیس سال تک جنہیں تم نے صادق وامین کا خطاب دیا، جن سے تم اپنے فیصلے کرواتے تھے اور جن کے پاس تم اپنی امانتیں رکھواتے رہے آج اُن پر ایسے الزامات لگا رہے ہو؟ اس مقام پر اللہ رب العالمین کا بڑا جلالی انداز سامنے آ رہا ہے۔قرآن تمام انسانوں کے لیے راہنمائی ہے۔ اگر اس طلب اور تڑپ کے ساتھ ہم دیکھیں گے تو یہ آیات ہمارے لیے اور ہمارے ماحول کے اعتبار سے کلام کرتی ہوئی محسوس ہوں گی۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۳۳﴾ ''کیا ان کا کہنا ہے کہ یہ اس (محمد ﷺ) نے خود گھڑ لیا ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ ماننے والے نہیں ہیں۔''

اُس وقت مشرکین نے یہ اعتراض کیا تھا کہ محمد (ﷺ) نے اپنے پاس سے قرآن گھڑ لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ آج کے دور میں بھی کچھ لوگ جو ہٹ دھرمی اور ضد کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ ایسے ہی اعتراضات پیش کرتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے چودہ صدیاں بیت گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کے کلام کی حقانیت ہر دور میں واضح ہوتی چلی گئی ہے اور قیامت تک ہوتی چلی جائے گی۔ جیسے قرآن سورۃ الرحمن میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۲۹﴾ ''ہر دن وہ ایک نئی شان میں ہے۔''

جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دن بدن

ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ جتنا انسانی علم اور تحقیق آگے بڑھ رہی ہے اتنی ہی خالق کائنات کی عظمتیں انسان پر عیاں ہوتی جارہی ہیں۔ یہ کائنات کا وجود میں آجانا، یہ smooth functioning، یہ بے شمار گیلیکسیز اور ان کے سولر سسٹم، یہ سب کچھ محض حادثاتی طور پر نہیں ہوگیا۔ بلکہ کوئی ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ ہر گزرتے وقت کے ساتھ قرآن کی عظمت کا ایک نیا اظہار بھی ہمارے سامنے آرہا ہے۔ کائنات اور تخلیق انسان کے بارے میں بے شمار سائنسی تحقیقات جواب سامنے آرہی ہیں قرآن نے آج سے چودہ سو سال قبل ان حقائق سے پردہ اُٹھا دیا تھا۔ جبکہ قرآن کی بہت ساری باتیں ایسی ہیں جن کی حقیقت تک شاید سائنس آنے والے وقتوں میں بتدریج پہنچ سکے۔ پروفیسر کیٹ مور ایک نامور سائنسدان گزرا ہے۔ جب اس نے وہ آیات پڑھیں جن میں قرآن تخلیقِ انسانی کا ذکر کرتا ہے تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور کہا کہ اس میں سے دو چار باتیں ایسی ہیں جو ہمیں چالیس پچاس سال پہلے پتا چلیں اور چند باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ابھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس کے بعد اس نے The devil in the human کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے مضامین کو مکمل طور پر سمجھنا ابھی تک انسان کے بس میں نہیں ہے۔ جیسا کہ خود رسالت مآب ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

((وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ)) ''اور علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہوسکیں گے۔'' ((وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ)) ''اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔'' (جامع ترمذی)

کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قرآن کی آیات کے سمجھنے کا حق ادا کر دیا۔ اس لیے کہ یہ کوئی انسانی کلام ہرگز نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے چالیس سال تک اسی معاشرے میں زندگی گزاری لیکن کہیں خطابت نہیں فرمائی، کسی مباحثہ میں حصہ نہیں لیا، نہ کوئی شاعری کی البتہ اتنا ضرور ہوا کہ لوگوں کا آپ ﷺ کے کردار پر اعتماد اللہ واضح کرتا چلا گیا۔ چنانچہ حجرِ اسود کو نصب کیے جانے کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے خیر کے کام کیے، لوگوں کی خدمت کے کام کیے۔ آپ ﷺ کی تجارت کی آمدن غرباء، یتیموں، مساکین، بیواؤں، بوڑھوں کی خدمت پر خرچ ہوتی تھی۔ جب چالیس برس مکمل ہوئے تو اللہ نے آپ ﷺ پر اس آیت سے قرآن کے نزول کا آغاز کیا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ ''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔'' (العلق)

اس کے بعد جیسے جیسے قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو آپ ﷺ نے اسے لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کیا۔ عرب بھی جانتے تھے کہ یہ کوئی ایسا کلام نہیں ہے جو کوئی انسان پیش کر سکے لیکن چونکہ اللہ کے اس کلام سے باطل نظام کی چولیں ملنے لگیں تھیں اس لیے کفر کے سردار آپ ﷺ پر بے بنیاد الزامات لگانے لگے تھے۔ اس پر اللہ نے ان کو چیلنج دیا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ شاعر ہیں اور (معاذ اللہ) انہوں نے یہ کلام خود گھڑ لیا ہے تو پھر تم بھی اس کلام کے مقابلے میں اپنی کوشش کر کے دیکھ لو۔ فرمایا:

﴿فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ㉞﴾ (الطور) ''تو وہ لے آئیں اس جیسی کوئی ایک بات اگر وہ سچے ہیں۔''

قرآن عربی زبان میں ہے اور مشرکین کو عربی زبان خوب آتی تھی اور انہیں اپنی زبان دانی پر بڑا ناز بھی تھا جس کی بناء پر وہ عجمیوں کو گونگا کہتے تھے۔ ان کے پاس بڑے بڑے شاعر بھی موجود تھے جن کا آپس میں مقابلہ ہوتا تھا اور ان میں سے سات بڑے شعراء کا کلام کعبہ میں

پریس ریلیز 11 دسمبر 2020ء

عالمی سطح پر بھارت کی پروپیگنڈا مہم اور جعلسازی کا پول کھل گیا

شجاع الدین شیخ

عالمی سطح پر بھارت کی پروپیگنڈا مہم اور جعل سازی کا پول کھل گیا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ برسلز سے تعلق رکھنے والے ادارے EU DisinfoLab نے ریاستی سطح پر شری وستوا گروپ کے ذریعے بھارت کی پاکستان کے خلاف پندرہ سال پر محیط جھوٹے پروپیگنڈا کی مہم کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارت انتہائی دیدہ دلیری سے اپنے اداروں، خبر رساں ایجنسیوں اور سرکاری مشینری کے ذریعے اِس جعلسازی کا ارتکاب کر رہا تھا۔ اور دنیا بھر میں جعلی ویب سائٹس اور این جی اوز کو استعمال کر کے عالمی میڈیا، یورپی یونین، یو این او اور اُس کے ذیلی اداروں اور دیگر کئی بین الاقوامی فورمز پر پاکستان کو تنہا اور بدنام کر رہا تھا۔ علاوہ ازیں جعلی علیحدگی پسند بلوچوں کے گروپ دنیا کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کے نام نہاد سیکولر اور لبرل طبقے بھی ان ہی جعلی بھارتی خبروں کی بنیاد پر ایک عرصے سے پاکستان دشمنی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اُنھوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ وہ ترقی یافتہ ممالک جو جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل ہیں، کیسے بھارت کے اِس فریب میں آ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان غیر اخلاقی اور مجرمانہ کارروائیوں میں بھارت کو مغرب کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی۔ اُنھوں نے کہا کہ اس فریب کے کھل جانے کے بعد پاکستان، بھارت کے خلاف قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر متحرک ہو کر اُسے بے نقاب کرے تا کہ اُس کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے آئے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

لٹکایا جاتا تھا۔ جسے سبع معلقات کہا جاتا تھا۔ یہ ایک طرح کا ان شعراء کے لیے ایوارڈ ہوتا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود قرآن نے جب ان کو چیلنج دیا کہ تم اس قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے تو اپنی طرف سے اس جیسا کلام پیش کر کے دکھا دو۔ پھر بتدریج اس چیلنج کو عربوں کے لیے آسان بھی کیا۔ پہلے کہا کہ اس جیسا کلام لے آؤ۔ پھر قرآن نے کہا چلو دس سورتیں ہی لے کر آجاؤ، پھر قرآن نے کہا کہ ایک سورت لے کر آجاؤ۔

''اور اگر تم واقعتاً شک میں ہو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اتارا اپنے بندے پر (کہ یہ ہمارا نازل کردہ ہے یا نہیں) تو لے آؤ ایک ہی سورت اِس جیسی اور بلا لو اپنے سارے مددگاروں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔'' (البقرۃ:24)

قرآن کا چیلنج اللہ نے تدریجاً آسان کیا لیکن عربوں کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جو اس دعوے سے شروع ہوتا ہے کہ:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔'' (البقرۃ:2)

ایک دوسرے نکتے پر بھی مختلف مفسرین نے بحث کی ہے۔ آج جو عربی عالم عرب میں بھی بولی جاتی ہے اس میں اور قرآنی عربی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے ادارے جو قرآن فہمی کے لیے عربی زبان کے کورسز کراتے ہیں تو وہ انہیں عریبک کورسز نہیں کہتے بلکہ قرآنک عریبک کورسز کہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے وحی کے نزول کے بعد جو کچھ ارشاد فرمایا ہم اس کو حدیث رسول ﷺ کہتے ہیں۔ حالانکہ احادیث بھی عربی زبان میں ہیں لیکن وہ عربی کچھ اور ہے جبکہ قرآنک عربی کچھ اور ہے۔ آج بھی وہ اصحاب علم جو دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور جنہوں نے باقاعدہ دین کا علم حاصل کیا ہے وہ بہت واضح طور پر یہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن کی عبارت میں اور احادیث کی عبارت میں اور ان کے انداز و مزاج میں فرق ہے۔ یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا جو ذمہ لیا ہوا ہے اس کا تقاضا ہے کہ کلامِ الٰہی الگ intact رہے اور کلام رسول ﷺ الگ intact رہے۔ ورنہ بائبل اور انجیل میں کیا ہوا؟ آج بائبل کا کوئی authentic نسخہ موجود نہیں ہے۔ پھر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کا الگ الگ نسخہ ہے اور ہر تیسری گلی کے چرچ کی بائبل الگ ہے۔ اس بائبل میں خدا کا کلام بھی ہے، رسول کا کلام بھی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا کلام بھی ہے اور ورڈ آف جان بھی ہے۔ وہ لوگ اسے Book of Mathew,Book of mark, Book of John, Book of Luke۔ یعنی یوحنا کی انجیل، فلاں کی انجیل وغیرہ کہتے ہیں۔ خدا کا کلام نہیں کہتے کیونکہ وہ انجیل مورخ نے بعد میں مرتب کی۔ اس میں اللہ کا کلام، رسول کا کلام، رسول کے ساتھیوں کا کلام اور مرتب کرنے والے مارک، میتھیو، جان وغیرہ کا کلام بھی شامل ہے۔

لیکن ہمارے ہاں قرآن بالکل الگ ہے، رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بالکل الگ ہیں۔ پھر احادیث میں آپ ﷺ کے ارشاد کی عبارت الگ ہوتی ہے اور اس کی تشریحات الگ ہوتی ہیں۔ یہ اللہ پاک نے قرآن اور احادیث کی حفاظت کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لیے سبق ہے جو لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ شاید یہ کلام آپ ﷺ نے (معاذ اللہ) خود گھڑ لیا ہے۔ وہ اللہ کے کلام کو بھی دیکھیں اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کو بھی دیکھیں، اس میں بھی انہیں فرق نظر آجائے گا چہ جائیکہ کہ وہ یہ الزام لگانے کی کوشش کریں کہ انہوں نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے۔

ایسا بھی ہوا کہ عرب کے بڑے بڑے شعراء جنہیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا انہوں نے نزول قرآن کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔ قرآن کا یہ اعجاز آج بھی برقرار ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یورپ کے ایک غیر مسلم ماہر لسانیات نے عربی زبان وادب میں پی ایچ ڈی کیا، اس کو بڑا زعم اور ناز تھا کہ مجھے عربی زبان پر عبور حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے شاگردوں میں کچھ عرب کے مسلم طلبہ بھی تھے جنہیں قرآن آتا تھا۔ انہوں نے ان صاحب سے سوال کیا کہ آپ جہنم کی وسعتوں، گہرائیوں، خوفناکیوں کو کن کن الفاظ میں بیان کریں گے۔ ان صاحب نے اس کے لیے کثیر، کبیر وغیرہ جیسے کئی الفاظ استعمال کر ڈالے۔ طلبہ نے اس کے بعد سورۃ قٓ کی آیت اس کے سامنے رکھی کہ اس کو پڑھیں:

﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝۳۰﴾ ''جس دن ہم پوچھیں گے جہنم سے کہ کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟''

اس آیت کو پڑھ کر اس مغربی ماہر لسانیات نے کہا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک غیر مسلم کی گواہی ہے جس نے عربی زبان وادب میں پی ایچ ڈی کی اور اسے اپنی عربی زبان میں مہارت پر بڑا زعم ہے۔ جنہوں نے عربی فصاحت و بلاغت کو پڑھا ہو وہ قرآن کو پڑھنے کے بعد اش اش کر اٹھتے ہیں۔ قرآن حکیم کوئی عام کتاب نہیں ہے۔ پچھلے پچاس یا سو برسوں میں کئی غیر مسلم جنہوں نے تھوڑا بہت قرآن کا ترجمہ یا اس کی تشریح پڑھی ہے تو اس کے بعد وہ ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں تو ماں باپ کی وراثت سے اسلام مل گیا لیکن حقیقت میں اسلام ان کا ہے جنہیں اپنے اسلام کے لیے جدوجہد اور محنت کرنا پڑی ہے۔ ان کے واقعات کو پڑھیں تو ایمان تازہ ہوتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر موریث بکائل، جو فرنچ سرجن تھے غالباً شاہ فیصل مرحوم نے ان کو عربی سکھانے کا انتظام کیا، اس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر قرآن، بائبل اور جدید سائنس کا موازنہ کیا۔ خاص طور پر قرآن حکیم کے وہ پہلو جو سائنسی لحاظ سے بہت اہم ہیں ان کو زیادہ ہائی لائٹ کیا۔ اس کی کتاب کو best book in the world by one single author of embryology. قرار دیا گیا۔

ایک فرانسیسی بحری جہاز کے کپتان کو سورۃ النور کے پانچویں رکوع کی آخری آیت بتائی گئی جو یہ بیان کرتی ہے کہ جب تم تاریکی میں جاؤ تو ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ اس نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارے رسول (ﷺ) جن پر یہ قرآن نازل ہوا کیا انہوں نے کبھی سمندر کا سفر کیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ کبھی نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس شخص نے گہرے سمندر میں جا کر کئی مرتبہ سفر نہ کیا ہو اس کو اس بات کا اندازہ ہو کہ سمندر کی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ چنانچہ وہ بھی ایمان لے آیا۔ اس طرح کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن قرآن سائنس، اوشیالوجی وغیرہ کے لیے نہیں آیا بلکہ یہ کتاب ہدایت ہے۔ اللہ نے قرآن میں یہ باتیں ہدایت کے لیے نازل کیں اور لوگوں نے یہ اخذ کر لیا۔ وان فرش ایک بڑا سائنس دان تھا، اس کی بڑی ریسرچ ہے۔ 1972ء میں اس کو اس بات پر ایوارڈ ملا کہ اس نے بتایا کہ شہد بنانے کا عمل مکھا نہیں کرتا بلکہ مکھی کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ایک سورت کا نام ہی النحل (شہد کی مکھی) ہے۔

آخری بات یہ کہ کیا کوئی ایسا کلام ہے جو 23 برس میں نازل ہوا ہو، ایک شخص پر نازل ہوا ہو اور اس ایک شخص نے پوری قوم اور اس کے پورے نظام سے ٹکر لی ہو

اور اس کلام کے ذریعے لوگوں کے دل دماغ، سوچ، فکر، عقائد، اعمال، اخلاق، گھر، کردار، معاشرت، سیاست، معیشت، عدالت، ریاست، جنگ، دشمنی، دوستی سب کچھ تبدیل کر کے رکھ دیا ہو؟ اور وہ صحرا میں رہنے والی قوم جسے وقت کی دو سپر پاورز (روم اور فارس) جاہل، گنوار اور اجڈ کہتی تھیں اُسے اُس کلام نے 23 برس میں اس قدر بدل کر رکھ دیا ہو کہ وہ اُن دونوں سپر پاورز کو شکست دے کر دنیا کی فاتح، سب سے زیادہ تہذیب یافتہ اور دنیا کی امام بن گئی ہو۔ کوئی ایسی کتاب دنیا میں ہے؟ قرآن کہتا ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣﴾ ”یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔ اور تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے! لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“ (القدر: 1 تا 3)

تقدیروں کو بدل دینے والی اس رات میں تقدیروں کو بدل دینے والا یہ کلام اللہ نے محمد مصطفی ﷺ کو عطا فرمایا۔ اس کلام کی کوئی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ یہ قرآن کی عظمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یقین عطا فرمائے۔ جب تک اُمت نے اس قرآن کو راہنما بنائے رکھا وہ دنیا کی امام اور سپر پاور رہی لیکن جب اُمت نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تو آج اُمت کا کیا حال ہوا؟ جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا تھا آج اُن کا حال یہ ہے کہ وہ غاصب، جابر، ظالم یہود کے سامنے دوزانوں ہو کر ہاتھ جوڑے بیٹھے ہیں۔ وہ ظالم جنہوں نے صبرا اور شتیلا میں ایک رات میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا، وہ ظالم جنہوں نے فلسطینیوں کا خون بہا کر وہاں پر اپنی عمارتیں کھڑی کیں، اُن کی بالادستی کو عرب اپنی سرزمین پر تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اسی کلام کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں کو پوری دنیا پر فتح دلائی تھی اور اسی کلام کے ذریعے یہودی فتنے سے نجات دلائی تھی۔ بقول اقبال ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمائے کہ ہم اس قرآن پر یقین رکھیں کہ یہ کتاب انقلاب ہے، یہ تقدیروں کو بدل دینے والا کلام ہے اور اُسے اپنا ہادی و راہنما بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(28 نومبر تا 4 دسمبر 2020ء)

ہفتہ (28 نومبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر سے مختلف تنظیمی امور کے حوالے سے ملاقات رہی۔ بعد نماز عصر دارالاسلام مرکز میں محترم خورشید انجم کے بیٹے کا نکاح پڑھایا۔ رات مرکز میں قیام کیا۔

اتوار (29 نومبر 2020ء) کو کچھ اور تنظیمی امور نمٹائے۔ لاہور میں نائب امیر سے آن لائن رابطہ رہا۔ رات کو محترم خورشید انجم کے بیٹے کے ولیمہ میں شرکت کی۔

پیر (30 نومبر 2020ء) کو صبح کراچی روانگی ہوئی۔ وہاں پر رات کو رفیق تنظیم ڈاکٹر فرخ شہاب سے ملاقات کی۔ انہوں نے بالمشافہ بیعت کی۔

منگل، بدھ و جمعرات (03,02,01 دسمبر 2020ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ ”زمانہ گواہ ہے“ میں online شرکت کی۔ ایک پالیسی سٹیٹمنٹ ریکارڈ کروائی۔ نائب امیر سے تنظیمی اُمور پر آن لائن رابطہ رہا۔ جمعرات کو IONA کے ایک رفیق کے بھائی کے جنازے میں شرکت کی۔

جمعہ (04 دسمبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ معمول کی مصروفیات میں تعزیت کے حوالے سے فون پر رابطوں کا سلسلہ جاری رہا۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔ رات کو بحریہ ٹاؤن میں محترم ناظم الدین، ممبر قرآن بورڈ پنجاب سے ملاقات کی۔ حکومت کے خلاف ایک مقدمہ ہوا ہے کہ قانون سازی کے باوجود سکولوں میں ترجمہ قرآن نہیں پڑھا رہے، اس کی منگل کو سماعت ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور“ میں

27 تا 29 دسمبر 2020ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز منگل نمازِ ظہر)

مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر 2

حزب اللہ کے اوصاف

اور

امیر اور مامورین کا باہمی تعلق

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

6

حضورِ حق _ 2 _ (II)

صَبَنْتِ الْكَاْسَ عَنَّا اُمَّ عَمْرٍو
وَكَانَ الْكَاْسُ مَجْرَاهَا الْيَمِيْنَا
اگر این است رسمِ دوستداری
بدیوارِ حرم زن جام و مینا

ترجمہ (یہ شعر قبل از اسلام کی عرب جاہلیت کے شعراء میں سے ایک شاعر عمرو بن کلثوم کا ہے۔ وہ اس میں اپنی محبوبہ کی ناانصافی کا ذکر کرتا ہے کہ) اے اُم عمرو! تونے مجھے میری باری پر جام سے محروم رکھا حالانکہ حق دائیں طرف بیٹھنے والوں کا ہوتا ہے۔

اگر تمہاری رسم دوستی اور آشناؤں کی پہچان اور استحقاق کا یہی پیمانہ ہے (جوکہ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے) تو اس جام و مینا کو حرم لے کر وہاں توڑ دے۔

تشریح دنیا میں انسان آیا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے بہترین صلاحیتیں دے کر بھیجا ہے اور ہر سطح پر فن اور میدان کار کے انسان (خواتین وحضرات) اپنے لیے انہی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر بہت سے اچھے بُرے اصول وضع کر لیتے ہیں جہاں بازاروں اور منڈیوں کے اصول ہیں کہ پورا تولو، سچ بولو، دھوکہ نہ دو وغیرہ وہیں شراب خانوں اور کنجر خانوں اور جوا خانوں اور ڈانس اکیڈمیز کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اور اس فن سے متعلق دوسروں سے اس شعبے کے اصولوں کی پاسداری کی توقع رکھتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے اے اُمّ عمرو! تونے بے انصافی کی ہے کہ اگر تمہاری یہی رسم شناسائی اور چاہنے والوں کی دلجوئی کا انداز ہے تو یہ پیالہ (جام) اور مینا (صراحی) جا کر حرم کی دیوار پر مار کر توڑ دو اور اچھی زندگی اختیار کرلو۔

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں تو ہم سے درگزر فرما اور ہمیں ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے اپنی رحمت اور عطا و درگزر سے محروم نہ رکھنا کہ ایسا کرنا آپ کی شانِ کریمی اور شانِ رحیمی کے خلاف ہے۔ بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

ع دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بر دشمناں نظر داری

(تو دوستوں کو کب محروم رکھے گا، تیری شان تو یہ ہے کہ تو دشمنوں کی بھی خبر گیری کرتا ہے)

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حضورِ حق _ 2 _ (III)

بخود پیچیدگاں در دل اسیرند
ہمہ دردند و درماں ناپذیرند
سجود از ما چہ می خواہی کہ شاہاں
خراجے از دہِ ویراں نہ گیرند

ترجمہ یا اللہ! وہ لوگ جو بیدار خودی رکھتے ہیں وہ ہمہ وقت روح و بدن کے معرکہ میں گم ہیں (خودی کے تقاضوں کو نبھائیں یا بدن اور جسمانی تقاضوں کا خیال رکھیں کہ اکثر یہ تقاضے متضاد بنتے ہیں اور متضاد سمتوں میں انسان کی صلاحیتوں اور فکری صلاحیتوں کا تقاضا کرتے ہیں)۔ ایسے لوگ سراپا درد و کرب ہیں ناقابل اصلاح و علاج ہیں اور علاج و افاقہ کے خواہش مند بھی نہیں ہیں۔

علامہ اقبال کہتے ہیں (اور وہ خود بھی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں) کہ اے اللہ، ایسے مرفوع القلم طبقہ سے آپ سجود (وعبادات وفرائض) کی کیوں توقع رکھتے ہیں کہ دنیاوی بادشاہ بھی 'ویران زمینوں' (اور بے آباد رقبوں) پر خراج وصول نہیں کرتے۔

تشریح دنیا میں 'معرکہ رُوح و بدن' زوروں پر ہے۔ مادی علوم کی تیز رفتار ترقی اور اہل دین کی آسمانی ہدایت کے ہوتے ہوئے بھی مادی علوم کو حاصل کرنے کی سعی نہ کرنا ایک المیہ ہے۔ ایک طرف اہل دین مادی علوم کے بغیر اور دوسری طرف مادی علوم کا بیش بہا پھیلاؤ اور ترقی، مگر آسمانی ہدایت اور 'روح' یا خودی سے عاری عالمی نظام (سیکولر اور لبرل) ہی باہم دست و گریباں ہے اور بظاہر مادی علوم کے ساتھ سیکولر نظام کا پلڑا بھاری ہے۔ خودشناس وخودی شناس لوگ اپنے اندر اپنے خیالات ونظریات کے اسیر ہیں اُن کے دل میں دنیا کی گمراہی و بے دینی اور ابلیسیت کے فروغ کا غم ہے مگر وہ آگے بڑھ کر اس عالمی سیکولر نظام کو نہ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس کو بدل دیں اور نہ ہی خود مادی علوم کو حاصل کر کے اُن کے علمبرداروں کا مقابلہ کرنے کی تیاری پیش نظر ہے۔ لہٰذا لاعلاج ہیں اور علاج کے خواہش مند بھی نہیں۔ اس حال میں (علامہ اقبال خود کو اسی طبقے میں شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں) اے اللہ! ہم مسلمانوں سے عبادات وسجود و قیام کا تقاضا ایک بے اثر علاج ہے اور آپ کی شانِ بے نیازی سے متصادم ہے۔ ہمارے دل بنجر اور ویران زمین کی طرح ہیں اور زمانہ قدیم سے آج تک بادشاہ بھی 'ویران دِہ' سے خراج یعنی سرکاری واجبات وصول نہیں کرتے۔ اے اللہ، ہم مسلمانوں کو پہلے جذبہ دے، عمل کی توفیق بخش، اپنے پیغمبر ﷺ کی محبت اور عشق عطا فرما پھر منحوس مغربی استعمار سے آزادی کا جذبہ دے پھر ہم سے عبادات کا تقاضا فرمانا۔ غلامی کی موجودہ حالت میں تو ہمارا حال ع 'صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق' کی کیفیت سے مختلف نہیں ہے۔

پہلے جنسی جرائم تک لے جانے والے اسباب اور راستوں کو بند کیا جائے، لوگوں کو دینی تعلیم دے کر حلال و حرام سے آگاہ کیا جائے اور اس کے بعد شرعی سزائیں نافذ کی جائیں تو معاشرہ پاک ہوگا: شجاع الدین شیخ

اس طرح کی سزائیں تجویز کرنا جن کی مثال اسلامی روایات اور تاریخ میں نہیں ملتی، حدود اللہ کو بے اثر ثابت کرنے کے مترادف ہے: مفتی منیب الرحمان

انسداد جنسی زیادتی بل 2020ء کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: حکومت نے بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کی روک تھام کے لیے انسدادِ جنسی زیادتی بل 2020ء میں ایسے مجرموں کو جنسی صلاحیت سے محروم کرنے کے علاوہ سزائے موت، تا حیات قید سمیت 10 سے 25 سال سزائیں دینے کی اُصولی منظوری دے دی ہے۔ ان سفارشات کی روشنی میں وزارتِ قانون جلد ایک آرڈیننس جاری کرنے والی ہے۔ یہ فرمایئے کہ جنسی جرائم کے خاتمے کے لیے یہ قانون سازی کیا شرعی تقاضوں کے عین مطابق ہے؟

شجاع الدین شیخ: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمارے معاشرے میں جنسی زیادتی کے کیسز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان کی روک تھام ہونی چاہیے، اس میں کوئی دو رائے قطعاً نہیں ہیں۔ ایسے ظالموں اور مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دی جانی چاہئیں جو بچیوں، بچوں اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ ایک اصولی بات ہم سب کے علم میں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں کچھ جرائم کے بارے میں سزائیں متعین فرما دی ہیں۔ جن کو ہم عام طور پر حدود کہتے ہیں۔ وہ سزائیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے متعین فرما دی ہیں ان میں کسی کو کوئی کمی بیشی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جہاں تک زنا کا معاملہ ہے تو اس کے ارتکاب پر شریعت نے سزائیں متعین فرما دی ہیں۔ قرآن حکیم میں سورۃ النور میں زنا کے مرتکب غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے سو کوڑوں کی سزا متعین فرمائی گئی۔ اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے تو شریعت میں اس کی سزا رجم ہے۔ یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ جرم ثابت ہو جائے تو پھر یہ سزا نافذ کی جائے گی۔ شریعت اسلامی میں یہ اصولی طور پر طے شدہ بات ہے۔ چنانچہ جنسی زیادتی کے معاملات جو زنا پر منتج ہوں تو اس کا ارتکاب کرنے والوں کو یہ سزائیں دی جائیں گی۔ شریعت نے یہ بڑی سخت سزائیں دی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اندر خوف پیدا ہو تاکہ وہ ان جرائم سے اپنے آپ کو روکیں اور تاکہ لوگوں کی عزت اور آبرو محفوظ رہے اور معاشرہ گندگی کا ڈھیر نہ بنے۔ البتہ اس کے ثبوت کے لیے شریعت نے

مرتب: محمد رفیق چودھری

بڑا سخت میکنزم رکھا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا نہ مل جائے۔ چنانچہ ایسے جرم کے ثبوت کے لیے شریعت نے چار گواہوں کا تقاضا کیا ہے۔ جب چار گواہ دستیاب ہوں گے تب اس سزا کا نفاذ ہوگا۔ البتہ اگر چار گواہ میسر نہیں آتے یا ثبوت میسر نہیں آتا تو حد والی سزا تو جاری نہیں ہوگی لیکن تعزیر کے طور پر سزا دی جا سکتی ہے۔ وقت کا جج یا قاضی جرم کی شدت کے اعتبار سے کوئی بھی سزا نافذ کر سکتا ہے جو کوڑوں یا جرمانہ حتیٰ کہ شدید ترین تعزیر میں قتل کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ بہر حال ہمیں حدود اور تعزیرات کو الگ الگ دیکھنا چاہیے۔

مفتی منیب الرحمان: وفاقی کابینہ کی منظوری کے بعد صدر پاکستان نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جو وقتی طور پر ملک کا قانون بن چکا ہے۔ اس قانون میں زنا کے مجرمین کے لیے نامرد کرنے کی سزا متعین کی گئی ہے۔ اس طرح کی سزا کا اسلامی تاریخ میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ سزا ہماری وفاقی کابینہ کی اجتماعی سوچ کی مظہر ہے۔ بجائے اس کے کہ ان جرائم کے سد باب کے لیے حدود اللہ یا قانون قصاص کو من وعن نافذ کیا جائے، قانون شہادت کا اطلاق کیا جائے اور اس کی راہ میں حائل انگریزی قانونی ضوابط کو ختم کر دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور قانون قصاص کو من وعن نافذ کیا جا سکے، اس طرح کی سزائیں تجویز کرنا جن کی مثال اسلامی روایات میں اور تاریخ میں نہیں ملتی، یہ حدود اللہ کو بے اثر ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جا سکے کرنی چاہیے اور حکومت وقت کو متوجہ کرنا چاہیے اور مجبور کرنا چاہیے کہ وہ ان جرائم کے سد باب کے لیے اللہ تعالیٰ کی حدود (حد زنا، حد سرقہ، حد حرابہ) کو مکمل طور پر نافذ کریں۔

سوال: جنسی زیادتی پر اُکسانے والے عوامل کی روک تھام کے بغیر ایک آرڈیننس کے ذریعے مجوزہ سزاؤں کا نفاذ کیا خاطر خواہ نتائج دے گا؟

شجاع الدین شیخ: صرف آرڈیننس کا معاملہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں پاکستان پینل کوڈ بھی موجود ہے، حدود آرڈیننس بھی ایک زمانے میں آیا جو بحث طلب ہے اور اس سے پہلے بھی بہت ساری سزائیں لکھی ہوئی موجود ہیں لیکن سزائیں لکھ دینے سے معاشرے سے جرائم ختم نہیں ہو جاتے جب تک کہ سزاؤں کا نفاذ نہ ہو۔ کیا پاکستان میں جو سزائیں متعین کی گئیں ان کا نفاذ ہو رہا ہے؟ یہاں شرعی سزائیں تو دور کی بات ہے دیگر سزاؤں کا نفاذ بھی ہم نہیں دیکھ رہے۔ حالانکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے معاشرے میں جرائم نہیں ہو رہے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ وہ سزائیں جو شریعت نے متعین فرمائی ہیں ان کا نفاذ کیا جائے گا تو لوگوں کی جان مال اور آبرو محفوظ رہے گی۔ اسلام اتنا پیارا دین ہے کہ وہ اس وقت ایکشن میں نہیں آتا جب جرم ہو جاتا ہے بلکہ شریعت کی تعلیمات کے مطابق معاشرے میں قوانین کا نفاذ اس طرح ہو کہ جرم سے پہلے مراحل کی

نوبت ہی نہ آئے۔مثال کے طور پر سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ ’’اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔‘‘ (آیت:32)

یعنی وہ تمام ذرائع جو زنا کے جرم تک لے جاسکتے ہیں شریعت نے ان پر بھی پابندی لگائی۔مثال کے طور پر رقص وسرور کی محفلیں، مخلوط محفلیں، فلمیں، گانے جن سے بے حیائی اور فحاشی پھیلائی جاتی ہے، اسی طرح دوسرے امور جن سے جنسی جذبات بھڑکائے جاتے ہیں یہ سارے ذرائع بالآخر زنا کے جرم تک لے جاتے ہیں، شریعت ان سے بھی روکتی ہے اور پھر شریعت سخت سزائیں نافذ کرنے کا حکم دیتی ہے تاکہ لوگوں کی جان وآبرو محفوظ رہے۔لہٰذا صرف آرڈیننس سے بات نہیں بنے گی۔سب سے پہلے لوگوں کی ذہن سازی، ان کی تربیت، دینی تعلیم اور شرعی احکام سے واقفیت لازمی ہے، اس کے بعد زنا کی طرف جانے والے راستوں کو بند کرنے کے احکامات کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔جب یہ سب ہوجائے تو اس کے بعد شرعی سزائیں نافذ کی جائیں۔تب جا کر معاشرے سے یہ جرائم ختم ہوسکتے ہیں۔

سوال: پاکستان سمیت مسلم ممالک اپنے معاشروں میں برائی کے خاتمے کے لیے شرعی حدود نافذ کرنے کی بجائے غیر اسلامی قانون سازی کو ترجیح کیوں دے رہے ہیں؟

شجاع الدین شیخ: انڈیا کے ایک سابق وزیر اعظم نے کہا تھا کہ اگر ہم نے دہلی اور بمبئی سے جرائم کو ختم کرنا ہے تو اسلام نے جو سخت سزائیں تجویز کی ہیں انہیں نافذ کرنا پڑے گا۔اس کا مطلب ہے کہ غیر مسلموں کو یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ جب تک سخت سزاؤں کا نفاذ نہیں ہو گا یہ جرائم رک نہیں سکتے۔لیکن جہاں تک مسلم حکمرانوں کا غیر اسلامی قانون سازی کو ترجیح دینے کا تعلق ہے تو اس کی بنیادی وجہ مغربی حکمرانوں کا اسلاموفوبیا کا شکار ہونا ہے۔ دنیا کے ظالموں اور جابروں کو اگر کوئی خوف اور خطرہ ہے تو وہ اسلام کے عادلانہ نظام سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب طالبان افغانستان نے امارت اسلامیہ قائم کی اور شریعت کے کچھ احکامات نافذ کیے تو ساری دنیا ان کے پیچھے پڑگئی۔آپ کو یاد ہوگا کہ کابل اور قندھار کے علاقے میں سکھوں کی مارکیٹیں تھیں۔ان کی دکانیں رات کو کھلی رہتی تھیں اور سکھوں نے غیر مسلم ہونے کے باوجود کہا کہ یہ نظام بڑا اچھا ہے، ہم آرام سے اپنے گھروں کو جاتے ہیں، اپنی دکانیں کھلی چھوڑ کر جاتے ہیں، کوئی چوری کرنے والا نہیں۔کیونکہ دو ہاتھ اگر چوری کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے تو بقول مولانا مودودی دس ہاتھ اسے کاٹنے کے لیے موجود ہوں گے۔اس وقت دنیا پر وہ ظالم، دہشت گرد اور لٹیرے قابض ہیں جو ملکوں اور قوموں کو برباد کرنے کے بعد معذرت کر لیتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی۔جیسے عراق کے ساتھ کیا۔اسی طرح نائن الیون کا ڈرامار چا کر افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔انہیں اصل میں اسلام سے خوف ہے کہ کہیں اسلام کا عادلانہ نظام دنیا کے نقشے پر نہ آجائے کیونکہ اگر ایسا عادلانہ نظام دنیا دیکھ لے گی تو ساری دنیا مسلمان ہوجائے گی اور ان کا ظلم ان کی بربریت، ان کے ڈاکے ختم ہوجائیں گے۔ہمارے حکمرانوں کو اپنی بادشاہتیں اور کرسیاں زیادہ عزیز ہیں، انہیں خوف خدا نہیں ہے لیکن عالمی طاقتوں کا خوف ہے، ان کا خیال ہے کہ عالمی قوتوں کی آشیر باد ساتھ رہے گی تو ہماری کرسی برقرار رہے گی حالانکہ کرسیاں تو فرعون، نمرود، شداد وغیرہ کی بھی نہیں بچیں۔ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ ہماری کرسیاں بڑی مضبوط ہیں، ہماری بادشاہتیں مضبوط ہیں لیکن نہ ان کی بادشاہتیں بچیں اور نہ ان کی کرسیاں بچیں اور وہ بھی نہیں بچے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦﴾ ’’جو کوئی بھی اس (زمین) پر ہے فنا ہونے والا ہے۔‘‘ (الرحمٰن)

بہرحال ہمارے مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو مخلوق کا خوف آڑے آگیا ہے اور خدا کا خوف ان کو یاد نہیں رہا اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اسلام کی طرف پیش قدمی کی تو اسلاموفوبیا کے شکار ہمارے مائی باپ ہم سے ناراض ہوجائیں گے۔

سوال: کیا زنا بالجبر اور زنا بالرضا قانونی اعتبار سے ایک جیسے جرائم ہیں؟ ایسے گھناؤنے فعل کی دین میں کیا سزا موجود ہے؟

شجاع الدین شیخ: پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ زنا ’’زنا‘‘ ہے اس کی کیفیت کا فرق تو ہوگا کہ وہ رضا کے ساتھ ہو رہا ہے یا جبر کے ساتھ ہو رہا ہے۔لیکن زنا بالرضا یا زنا بالجبر کی تخصیص قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔جیسے سود، سود ہے، شریعت میں اس کو حرام قرار دیا گیا۔اب اگر ایک مسلمان کہے کہ میں سود دینے کے لیے راضی ہوں اور دوسرا کہے کہ میں سود لینے کے لیے راضی ہوں تو ان کے راضی ہوجانے کی وجہ سے سود حلال نہیں ہوجائے گا۔اسی طرح زنا، زنا ہی رہے گا چاہے وہ رضا کے ساتھ کیا جارہا ہو یا جبر کے ساتھ کیا جارہا ہو۔مغربی معاشرہ چونکہ بے خدا معاشرہ ہے اس لیے وہ زنا بالرضا کو جرم سمجھتے ہی نہیں حالانکہ اس کی وجہ سے ان کا خاندانی نظام ختم ہوچکا ہے اور ان کی نسلیں برباد ہورہی ہیں۔نکاح کا سسٹم ختم ہوا تو اب بوڑھوں کا ہاتھ تھامنے کے لیے جوان موجود نہیں ہیں۔اللہ کی شریعت نے نکاح کا راستہ عطا فرمایا، نکاح کو آسان بنایا، گھر بسانے کو کہا، معاشرے کو عفت اور پاکیزگی عطا فرمائی، جرائم کو ختم کرنے کے لیے سزا متعین فرمائی، غیر شادی شدہ زانی کے لیے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا مقرر کی۔البتہ اس میں ایک وضاحت رہے گی کہ زنا بالرضا کی صورت میں دونوں کو سزا ملے گی جبکہ زنا بالجبر کی صورت میں جبر کرنے والے کو سزا ملے گی۔

مفتی منیب الرحمان: جس طرح قتل ایک جرم ہے۔قتل عمد کی سزا قصاص ہے۔ہمارے قانون قصاص کو من وعن نافذ کرنے کی بجائے قتل کے نام پر روز ایک نیا قانون بنا دیا جاتا ہے۔کبھی غیرت کے نام پر قتل، کبھی ونی کے نام پر قتل، کبھی زنا بالجبر کے نام پر قتل۔ہمارے ہاں جرائم کے سدباب کا حل ہمارے حکمرانوں کی دانش میں یہ آیا ہے کہ قوانین کا ڈھیر لگا دیا جائے۔حالانکہ قوانین کے ڈھیر لگانے سے معاشرے کو امن، عافیت اور سلامتی نہیں ملتی۔معاشرے کو عدل، امن، عافیت اور سلامتی قوانین کو من وعن نافذ کرنے سے ملتی ہے۔کیا ہماری حکومت اور حکمرانوں نے قوانین حدود وقصاص کو ایک دن کے لیے بھی اس ملک میں نافذ کیا ہے؟ یا ان پر اچانک یہ عیاں ہوگیا کہ یہ قوانین معاذ اللہ جرائم کے سدباب کے لیے غیر موثر ہیں؟ جہاں تک زنا کا تعلق ہے۔زنا ایک جرم ہے جس کی حد اور تعزیر شریعت میں بیان کردی گئی۔یہ زنا بالرضا اور زنا بالجبر کو الگ کرنے کی روایت مغرب سے آئی ہے کہ مرد اور عورت جب باہمی رضامندی سے زنا کریں تو وہ قانون کی نظر میں جرم نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہاں ایک بہت بڑی تعداد میں نسل انسانی زنا بالرضا کے جرم کے نتیجے میں سامنے آرہی ہے۔مغرب نے زنا بالجبر (ریپ) کو صرف جرم قرار دیا ہے اور ہمارے ہاں بھی سابق صدر جنرل پرویز مشرف اور مسلم لیگ ق کے عہد حکومت میں 2006ء میں ’’حقوق نسواں بل‘‘ پاس کیا گیا تاکہ زنا بالرضا کے مجرمین کو سزا دینا عملاً ناممکن ہوجائے اور عملی اعتبار سے ہم مغرب کی سطح پر آجائیں کہ صرف زنا بالجبر جرم قرار پائے۔میں یہ کہنا چاہوں گا کہ قرآن مجید میں زنا بالرضا ہو یا زنا بالجبر ہو اس کی سزا سو کوڑے مقرر کی ہے اور احادیث میں شادی شدہ زانی

اور مزنیہ کے لیے جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے وہ رجم کی سزا ہے۔ جہاں تک زنا بالجبر کا تعلق ہے جس میں نہ صرف زنا ہو بلکہ دوسرے جرائم بھی شامل ہو جائیں مثلاً ڈکیتی، چوری، زنا اور بعض صورتوں میں قتل بھی تو قرآن مجید میں ان جرائم کے مجموعے کے لیے قانون حرابہ یا محاربہ کی صورت میں سب سے سنگین سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ﴾ (المائدۃ:33)

''یہی ہے سزا اُن لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول سے' اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں' کہ انہیں (عبرت ناک طور پر) قتل کیا جائے' یا انہیں سولی چڑھایا جائے' یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ دیے جائیں' یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے۔''

ماضی میں اس کا حل جلاوطنی تھا۔ مگر اب چونکہ ممالک کی سرحدیں متعین ہیں اور کسی دوسرے ملک کے ویزے کے بغیر اپنے ملک کی سرحد سے باہر کسی کو بھیجا نہیں جا سکتا لہٰذا اس کے متبادل جیل ہے جیسے مجرمین کو جیل میں ڈال دیا جائے تاکہ معاشرہ ان کے شر اور فساد سے محفوظ ہو جائے۔ لہٰذا اگر زنا کے ساتھ ڈاکہ زنی بھی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے ہاتھ اور پاؤں کا کاٹنا ہے اور اگر قتل ہے تو ان کو چن چن کر قتل کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر اس نے دہشت پھیلا رکھی ہے تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔ ہمارے مفسرین کرام نے فرمایا کہ سزائیں یکے بعد دیگرے بھی جرم کی نوعیت کے اعتبار سے دی جا سکتی ہیں۔ بہر حال اگر ان سزاؤں کو من وعن نافذ کیا جائے تو کسی اور بشری قانون کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سوال: جنسی جرائم میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے انتہائی مہنگا، طویل اور تھکا دینے والا عدالتی نظام کیا Victim کی بدنامی کا باعث اور مجرموں کا سہولت کار نہیں ہے؟

شجاع الدین شیخ: بالکل ہمارا عدالتی نظام مجرم کے لیے سہولت کار کا کام کرتا ہے۔ شریعت کا مزاج بہت واضح ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ جرم کے بارے میں کارروائی کی جائے اور اگر جرم ثابت ہو تو سزا دو اگر ثابت نہ ہو تو چھوڑ دو۔ یہ جو طویل مدت کے لیے جیل خانوں کا تصور ہے ہمارے اسلامی مزاج اور خلفائے راشدین کے مبارک دور سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ امکان تو ہے کہ اگر کسی ملزم کا کیس چل رہا ہو تو اس کو قید کے اندر رکھنا پڑے گا تاکہ ضابطے کی کارروائی پوری ہو سکے لیکن تیس تیس، چالیس چالیس سال تک جو کیسز چلتے رہتے ہیں یہ غیر فطری اور غیر اسلامی ہیں۔ پھر اتنے بڑے پیمانے پر جیلوں کا بندوبست کرنا کیا ریاست پر معاشی بوجھ نہیں ہے؟ اور عوام کے خون پسینے کی کمائی سے لیے گئے ٹیکسز کا ایسا بے جا تصرف کیا صحیح ہے؟ مزید برآں ایسے عدالتی نظام سے مجرمین کو حوصلہ افزائی ملتی ہے۔ بعض اوقات آدمی چھوٹا جرم کر کے جیل میں جاتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو پھر بڑے بڑے جرائم کرتا ہے اور کبھی کبھی ایسے مجرم باہر سے زیادہ جیل میں خود کو محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ مغربی معاشرے میں ایسے ہی ہوتا ہے کہ جتنی سہولیات مجرمین کو باہر ملتی ہیں ان سے زیادہ ان کو جیل خانوں میں مل رہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ ایک غیر فطری اور ظالمانہ قسم کا معاملہ ہے۔ پھر جب آج کے معاشرے میں جرائم ہوتے ہیں تو ہمارے میڈیا پر ایک ایک ہفتے تک ان کو کھول کھول کر دکھایا جاتا ہے۔ مظلوموں کو بار بار دکھانا اور ان کو اس طریقے سے پیش کرنا یہ سب غلط چیزیں ہیں۔ ان میڈیا والوں کو کیوں اجازت دی جائے کہ ٹی وی چینلز پر عدالت لگا کر بیٹھ جائیں اور ساری دنیا دیکھے۔ فیصلہ انہوں نے تو نہیں کرنا ہوتا۔ اصل میں مقدمہ کی سماعت عدالت کے کمرے کے اندر ہونی چاہیے جس میں صرف مقدمہ سے متعلقہ افراد موجود ہوں۔ کارروائی پوری ہو اور اگر جرم ثابت نہ ہو تو باعزت بری کر دیا جائے اور اگر جرم ثابت ہو جائے تو پھر سزا سرِ عام دی جائے تاکہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

سوال: پاکستان سمیت مسلم ممالک اپنے معاشروں میں برائی کے خاتمے کے لیے شرعی حدود نافذ کرنے کی بجائے غیر اسلامی قانون سازی کو ترجیح کیوں دے رہے ہیں؟

مفتی منیب الرحمان: اصل میں ہمارے حکمرانوں کا ذہن اسلامی مزاج کے سانچے میں ڈھلا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ مغرب سے متاثر ومرعوب ہیں لہٰذا جو چیز مغرب سے آتی ہے آنکھیں بند کر کے اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل مغرب اپنے خود ساختہ قانون کو من وعن نافذ کرتے ہیں تو انہیں اس کے کچھ مثبت نتائج مل جاتے ہیں لیکن ہمارے ہاں صرف قانون بنانے پر اکتفا کیا جاتا ہے، قانون کو اس کی روح کے مطابق نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، اس لیے ہمارے ہاں اس کے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

سوال: جنسی زیادتی کے مجرم کو نامرد بنانے کا متوقع قانون کیا اس مجرم کے لیے توبہ و استغفار کا دروازہ بند کر دینے اور اس کی منکوحہ اہلیہ کی حق تلفی میں شمار نہیں ہوگا؟

شجاع الدین شیخ: قرآن حکیم میں ایک اور پہلو بھی ہے جو اہل علم نے اس مسئلے کے ذیل میں بیان فرمایا۔ پہلی بات یہ ہے کہ تخلیق میں تبدیلی کا طرزِ عمل شیطان کے منصوبوں میں سے ایک منصوبہ ہے۔ شیطان کا منصوبہ قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا کہ وہ لوگوں کو اس بات پر مائل کرے گا:

﴿فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ﴾ ''وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔'' (النساء:119)

ایک مرد کو نامرد بنانے کا طرزِ عمل تخلیق خدا میں دخل دینے کے مترادف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نامرد بنانے کی سزا سے بیوی کا حق مارا جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ بات بالکل مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ اہل علم حضرات نے اس حوالے سے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ نامرد بنانے کا قانون شریعت اسلامی سے مطابقت نہیں رکھتا۔ شریعت تو جرم کی سزا مل جانے کے بعد انسان کو نارمل زندگی گزارنے کا حق دیتی ہے۔ ہمیں اصول یہ اپنانا چاہیے کہ غیروں سے کوئی بات نہ لی جائے اور اپنی عقل کو بھی شریعت کے تابع کر کے سوچا جائے۔ جب شریعت اسلامی واضح تعلیمات عطا کرتی ہے تو پھر اس کو چھوڑ کر کہیں اور سے راہنمائی لینے کی کوشش کرنا اپنے لیے گمراہی کے راستے کھولنے کے مترادف ہے

سوال: آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی جنسی جرائم میں ملوث افراد کو نامرد بنانے کے حوالے سے پہلے ہی قانون سازی کر چکی ہے۔ یہ فرمائیے کہ PTI کی حکومت اتنے اہم اور حساس نوعیت کے حامل اس ایشو کو پارلیمنٹ میں ڈسکس کرنے کی بجائے آرڈیننس کے ذریعے قانون کیوں نافذ کرنا چاہتی ہے؟

شجاع الدین شیخ: دلوں کا حال اللہ جانتا ہے لیکن پارلیمنٹ میں ڈسکس نہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ واللہ اعلم! کیونکہ ماضی قریب میں کچھ اس طرح کی باتیں سامنے آتی رہیں کہ غیروں کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کچھ قوانین بنائے جا رہے ہیں اس سے ہمیں اور زیادہ تشویش ہوتی ہے۔ یہ حکومت مسلمانوں کی حکومت ہے۔ ہم خیر خواہی کے جذبے سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے معاملات میں شرعی

احکامات کو مذاق نہ بنایا جائے ۔نہ صرف یہ کہ اس پر پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہیے بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی آن بورڈ لیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ اتحادتنظیمات مدارس سے وفاقی وزارت تعلیم بہت سارے تعلیمی امور پر مشاورت کرتی ہے اسے بھی آن بورڈ لیا جانا چاہیے۔ میری گزارش ہوگی کہ اتحادتنظیمات مدارس میں جو چوٹی کے علماء ہیں ان سے رائے لی جائے توان شاء اللہ ہم خیر کے فیصلے تک پہنچیں گے

سوال: اسلامی نقطۂ نظر سے فرمایئے کہ پاکستان میں دن بدن بڑھتی ہوئی فحاشی وعریانی اور خطرناک حد تک بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

شجاع الدین شیخ: اس کے لیے ہمیں انفرادی اور حکومتی سطح پراقدامات کرنے ہوں گے۔

انفرادی سطح پراقدامات

1۔ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مانتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں ۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ زندگی عارضی ہے، ہم نے کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جواب دینا ہے اس جواب دہی کا احساس وہ شے ہے جو سات پردوں میں بھی بندے کو گناہ سے بچاتا ہے۔تمام انبیاء کی، قرآن کی بنیادی تعلیم بھی یہی ہے کہ فکرآخرت کا معاملہ بہت اہم ہے۔اس کو ہائی لائٹ کیا جائے ۔میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے اس کی بجائے کیا وہ قرآن کی تعلیمات کو نشر نہیں کر سکتا؟ رسالت مآب ﷺ کی تعلیم نشر نہیں کر سکتا؟ ہمارے نظام تعلیم میں دنیا جہاں کی کتابیں شامل ہیں کیا کتاب الٰہی شامل نہیں ہوسکتی؟ اگر ایسا ہو تو اس سے ایک ذہن سازی ہوگی، تربیت ہوگی، خوف خدا کا جذبہ پیدا ہوگا۔ بندہ خود بھی بچے گا اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرے گا۔

2۔پھر ہم اپنے گھروں کی سطح پر دیکھیں ۔ایسی تمام چیزیں جو زنا کے راستے پر ڈال دیتی ہیں ان سے بچنے کی تدبیر اختیار کی جائے۔ فلمیں، ڈرامے، ناچ گانا، مخلوط محافل، انٹرنیٹ وغیرہ سے جذبات بھڑکتے ہیں اور غلط جگہ جا کر پورے ہوتے ہیں۔ اس سے ہم اپنے آپ کو بچائیں۔

3۔نکاح کے معاملے کو آسان بنایا جائے۔ہم نے نکاح کو مشکل بنایا تو معاشرے میں زنا کے راستے کھل گئے۔ جوانیاں لٹ رہی ہیں، زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔

4۔ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی ہیں۔ ہمیں اس کام کے لیے کھڑا کیا گیا کہ:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ’’تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے‘ تم حکم کرتے ہو نیکی کا‘ اور تم روکتے ہو بدی سے۔‘‘ (آل عمران:110)

اس کے لیے مجھے خود نیک بننا ہے، تقویٰ کی روش اختیار کرنی ہے، عفت اور پاکدامنی اختیار کرنی ہے اور معاشرے میں بھی نیکی کو بھی ترویج دینی ہے اور بدی کو مٹانے کی کوشش کرنی ہے۔ جہاں یہ منکرات ہوں ان کے خلاف آواز بلند کی جائے، ان کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

5۔میڈیا کے مالکان مسلمان ہیں، وہ بھی سوچیں کہ اللہ کو جواب دینا ہے۔میڈیا پر ایسا ایسا مواد نشر ہوتا ہے جس سے ایمان ضائع ہوسکتا ہے، حیا کا جنازہ نکلتا ہے اور جذبات بھڑکتے ہیں اور غلط جگہ جا کر وہ پورے ہوتے ہیں۔میڈیا والوں کو جواب دینا پڑے گا کہ تمہیں ٹیکنالوجی ملی تھی تم نے اس کو خیر کے لیے استعمال کیا یا شر کے لیے استعمال کیا۔

حکومتی سطح پراقدامات:

1۔حکومت کے کرنے کا ایک کام وہی ہے کہ وہ بھی نکاح کے عمل کو آسان کرے ۔اگر غیر مسلم معاشرے میں نکاح کے مواقع پر بے جا اخراجات پر پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں تو ہماری حکومت بھی لگا سکتی ہے۔اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

2۔زنا کے راستے روکنے کے لیے حکومت کے پاس اختیار موجود ہے ۔حکومت کے پاس پی ٹی اے اور پیمرا جیسے ادارے موجود ہیں۔ چین نے اپنی تہذیب کو بچانے کے لیے امریکہ کا فیس بک بند کر دیا، اپنا بنا لیا اور باہر کی ویب سائٹس کو انہوں نے بلاک کرلیا۔ ہمارے پاس بھی پی ٹی اے اور پیمرا موجود ہیں وہ اسلامی اقدار کے منافی چیزوں کو روکیں ۔ پیمرا کے رولز میں لکھا ہوا ہے کہ نظریۂ پاکستان کے منافی کچھ نہیں دکھایا جائے گا۔ کیا آج اتنے سارے چینلز جو کچھ دکھا رہے ہیں وہ نظریۂ پاکستان سے مطابقت رکھتا ہے؟

3۔حکومتی سطح پر جرائم کی بیخ کنی کے لیے پروگرام نشر کیے جائیں۔یعنی عفت اور پاکدامنی کی تعلیمات کو عام کیا جائے، جرائم کے گھناؤنے پن کو بھی واضح کیا جائے، شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کی بات کی جائے اور علی الاعلان سزاؤں کا نافذ کیا جائے تا کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور ان کے اندر گناہ کا خوف پیدا ہو۔

مفتی منیب الرحمان: اس کے تدارک کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنے نظام کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں اور شریعت اسلامیہ کے مطابق ہم اپنے نظام اور قانون کو ترتیب دیں۔ پھر اسے لفظاً اور معناً اصل روح کے مطابق من وعن نافذ کریں تو ان ساری خرابیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ اور معاشرے کی تطہیر ممکن ہو جائے گی۔

❀ ❀ ❀

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بندۂ مومن کا کام

’’ایک بندۂ مومن کا کام یہ ہے کہ اپنا سب کچھ راہِ حق میں لا کر ڈال دے، اپنی قوت وصلاحیت، اپنی توانائیاں، اپنا مال اور اپنی جان اس کام کے لیے وقف کر دے، اس میں کھپا دے۔ تو جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ’’السعی مناو الاتمام من اللہ‘‘ کوشش کرنا ہمارے ذمہ ہے، کسی کام کی تکمیل کر دینا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس کام کو تکمیل تک پہنچانا سراسر اللہ کے اذن اور اُس کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ اور اللہ کا اِذن اور فیصلہ اس کی حکمت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے ایک اجل معین کر رکھی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس نے اپنے دین کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے غلبہ واظہار کے دورِ ثانی کے لیے کون سا وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ ہم کو نہیں معلوم کہ دین حق کے بالفعل قائم اور نافذ ہونے تک ابھی اللہ تعالیٰ کتنے قافلوں کو اُٹھائے، جو کچھ دُور تک چلیں، چند کٹھن منازل طے کریں، اور پھر تھک ہار کر رہ جائیں۔ پھر کوئی دوسرا قافلہ ایک عزم نو کے ساتھ مترتب ہو اور آگے بڑھے اور اس جدوجہد کو کسی خاص حد تک لے جائے، ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ البتہ ہم یہ جان گئے ہیں اور یہ جان لینا ہی ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مسئول ہیں عزمِ مصمم کرنے پر، اور ہم مسئول ہیں سعی وجہد پر، ہم مسئول ہیں اپنی سی کر گزرنے پر۔ اس راہ کے کسی ایک مرحلے کی تکمیل بھی ہمارے بس میں نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی تائید وتوفیق اور اس کی حکمت پر منحصر ہے۔‘‘ (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

......دشت وچمن سحر سحر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آسٹریلوی افواج کے سربراہ جنرل آنگس کیمپبل عالمی میڈیا میں مجسمۂ انصاف پسندی بنے افغانستان میں روا رکھے جانے والے کچھ جنگی جرائم پر معذرت خواہ ہوئے ہیں۔ یہ کچھ زیادہ ہی حد سے گئے گزرے واقعات تھے، جن پر عالمی عدالت برائے جرائم (ICC) سے رجوع ہوسکتا تھا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر پیش بندی کی گئی ہے کہ طالبان قوت پکڑ گئے تو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ (تم انہیں تھانے نہ لے جانا، ہم گھر کے صحن میں انہیں مرغا بنا دیں گے!) 2009ء تا 2013ء ہونے والے واقعات جن میں 39 افغان شہری ماورائے قانون خونیں اشتہا والے کلچر کی بھینٹ چڑھے، شغلاً ہی پکڑ کر مارے جانے کی کیفیت میں۔ 26 ہزار آسٹریلوی فوجی دہشت گردی کی عالمی جنگ میں اتحادی افواج کا حصہ بن کر دنیا کے ایک مفلس، نہتے ملک میں اترے تھے۔ رپورٹوں کے مطابق وہاں ماحول قتل وغارت میں مقابلہ بازی کا تھا۔ آسٹریلوی اسپیشل فورسز کے بعض ممبران میں مخصوص جنگجویانہ کلچر تھا۔ کچھ پٹرول کمانڈر جود یوتا جانے جاتے تھے، جونیئر افسروں سے یہ مطالبہ کرتے کہ وہ پہلے قتلِ افتتاحی کے طور پر افغان قیدی ماریں گے۔ اسے 'Blooding' یعنی خون میں ہاتھ رنگنے سے تعبیر کیا جاتا۔ ایسے 39 قتل کلیتاً غیر جنگی حالات میں ہوئے۔ غیر متحارب (شہری) یا قیدی ان کی مشق کا نشانہ بنے۔ گویا چڑیوں کا شکار کھیلا گیا۔ جرم چھپانے کے لیے مقتولین کے ساتھ ہتھیار رکھ دیے جاتے تھے۔ ایسے ہی قتل کے واقعات کا الزام امریکی اور برطانوی فوجیوں پر بھی ہے۔ جنوری 2010ء میں امریکی فوجیوں کے ایک گروہ نے افغان شہریوں کو شغلاً نشانہ بنایا۔ جرمن میگزین نے ان میں سے دو افغان لاشوں کے ساتھ امریکی فوجیوں کو (تفریحاً) پوز کرتے تصاویر کھنچواتے شائع کیا تو انکشاف ہوا۔ 2011ء نومبر میں اسٹاف سارجنٹ گبز نے 3 افغان شہریوں کو قتل کر کے یادگار نشانی کے طور پر ان کی لاشوں کے ٹکڑے کاٹے۔ ایسے 5 فوجی مجرم قرار دیے گئے تھے، جن میں سے دو کو ٹرمپ نے معافی دے دی تھی۔ ان میں سے ایک نے قیدی کو قتل کیا تھا اور دوسرے نے 3 غیر مسلح موٹر سائیکل سوار افغانوں پر گولیاں چلانے کا حکم دیا تھا۔ ایسا ہی ایک برطانوی فوجی جو غیر مسلح افغان قیدی کو قتل کرنے کے جرم میں سزا یافتہ تھا، تین سال قید کے بعد رہا کر دیا گیا۔ 2014ء میں برطانوی خصوصی دستے کے سورماؤں نے 4 کم عمر افغان لڑکے اسی طرح مار ڈالے۔ شکار کھیلا! کمرے میں ہر طرف خون، دماغ کے ٹکڑے، ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔

دہشت گردی کی عالمی جنگ میں قیدیوں کا قتل ایک خاص فیچر رہا ہے۔ امریکا، برطانیہ، جرمنی، آسٹریلیا نے جسے روا رکھا، وہی مسلم ممالک میں بھی جاری ہوا۔ بر سرزمین اس دجالی جنگ میں روا رکھے جانے والے مظالم کا حساب ہی نہیں۔ یہ داستان ملکوں ملکوں یکساں طور پر اہلِ ایمان پر جس طرح دہرائی گئی، کوئی خطۂ زمین اس سے خالی نہیں۔ مسلم اویغور، روہنگیا، کشمیر، بھارتی مسلمان، بنگلا دیش میں پھانسیاں، مصر میں اخوان، فلسطین، شام، لیبیا، مالی، صومالیہ، غرض لامنتہا فہرست ہے۔ ہمارا دامن بھی خونچکاں ہے۔ ڈرون حملوں، پولیس مقابلوں میں کیا کچھ نہ ہوا۔ آسٹریلیا اسی لیے گھبرایا کہ ''جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستین کا''

سورۃ البروج میں مذکور اصحاب الاخدود کی کہانی ازلی معرکۂ حق وباطل والی آج بھی وہی ہے۔ لکڑیوں کی دہکائی آگ اب نہایت ترقی یافتہ میزائلوں کی صورت ہے۔ وجہ بھی عین وہی ہے: ''اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔'' (آیت 8)

شعلہ بجھنے سے پہلے بھڑکتا ہے۔ فتنۂ دجال باطل کا آخری بھاری بھرکم معرکہ اور وار ہے۔ پھر اس کے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے۔ بالآخر حق کو غالب تو ہو کر رہنا ہے۔ امت کے زخموں کی مسیحائی تو ہوگی۔

عزازیل کے دوستو، غم گسارو!
تمہارے لیے تو یہی بس سزا ہے
جہنم کی گھاٹی کو کوچہ بناؤ!
تم اللہ کا نور پھونکوں سے اپنی
بجھانا جو چاہو بجھا نہ سکو گے
کتابوں میں لکھا اٹل فیصلہ ہے
پریشان ظلمت کا پالا ہی ہوگا
فتح یاب آخر اجالا ہی ہوگا!!

امریکا اس وقت بھوک اور بے روزگاری کی لپیٹ میں ہے، وبا کے ساتھ ساتھ۔ کورونا کے آغاز کے بعد صرف 2 ماہ کے اندر 3 کروڑ 60 لاکھ افراد بے روزگار ہوئے۔ لاکھوں گھرانے خیراتی اداروں کی امداد پر انحصار کر رہے ہیں۔ لمبی قطاروں میں مفت راشن، خوراک کے لیے کھڑے ہیں۔ جو مناظر گلوبل چودھریوں نے مسلمانوں کے لیے تخلیق کیے ملکوں ملکوں، وہ اب خود اسی کا شکار ہیں۔ اب تو برطانوی شہزادہ ولیم بھی بول اٹھا: ''کورونا قدرت کی طرف سے ہمارے لیے تنبیہ ہے۔ برے رویوں کی وجہ سے ہمیں کمروں میں بھیجا، تاکہ سوچیں اب تک ہم نے کیا کیا۔''

ادھر ہمارے حالات جوں کے توں ہیں۔ گرد و پیش شادی بیاہ میں، وہی ہے چال بے ڈھنگی! خواہ کروڑوں کی وہ شادی ہو جو سوشل میڈیا پر زیر بحث رہی' یا آتش بازیوں، ڈھول ڈھمکوں بھری اختلاط زدہ روایتی جگمگاتی شادیاں ہوں۔ مساجد سے سال بھر ڈرنے ڈرانے والے یہاں کورونا سے بے خوف پائے جاتے ہیں۔ دعا ہی کی جاسکتی ہے ؂

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

یہ بھی فتنۂ دجال ہی کی واضح علامات ہیں کہ وہی قوتیں جنہوں نے سعودی عرب اور قطر کے درمیان خلیج حائل کی، اب اسرائیلی مفادات کے تحت انہیں قریب لانے کو بھاگی پھر رہی ہیں۔ ٹرمپ کے اقتدار چھوڑنے سے پہلے کشنر دورے کر کر کے تنازع دور کر رہا ہے۔ آخر قطر کو بھی تو اسرائیل سے معاہدات کے بندھن میں باندھنا ہے۔ اسی عقد کی تیاری ہے!

خلیجی ممالک اسرائیل سے پینگیں بڑھانے چلے ہیں تو مسلم عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کو نرالے 'تحقیقی' حیلے سامنے آرہے ہیں۔ سعودی وکیل اسامہ یمانی

’’اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی‘‘ کے مصداق ’عکاظ‘ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ اصلاً القدس کے قدیم شہر الاقصیٰ کمپاؤنڈ (مقبوضہ فلسطین) میں نہیں ہے بلکہ مکہ کے قریب سعودی عرب میں واقع ہے۔ کہتا ہے کہ ’’غلطی یوں ہوئی کہ تاریخ کی کتب میں الاقصیٰ کو مقبوضہ القدس میں دکھایا گیا۔‘‘ القدس شہر ہے اور الاقصیٰ مسجد! مقام معراج کو یہ تاریخ مسخ کرنے والے کیا جانیں کہ جن کی اپنی معراج کا مقام وائٹ ہاؤس یا تل ابیب ہو! تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سراج الدولہ کا غدار، ننگ ملت، ننگ دیں میر جعفر نے مسلم مفادات انگریز کے ہاتھ بیچے۔ چار دن کی چاندنی کو مسند اقتدار پر بیٹھا تو ’کلائیو کا نواب‘ کہلانے کی بجائے عوام نے اسے ’خرِ کلائیو‘ ہی کہا۔ تاریخ میں اسے تحقیر ونفرین ہی ملی۔ اب نئے امریکی ڈیموکریٹک صدر کی مناسبت سے (پارٹی کی علامت گدھا ہے) ’خرِ بائیڈن‘ کہلانے کے لائق اصطبل بھر گدھے میسر ہوں گے جو اقصیٰ کا محل وقوع گوجر خان بھی بیان کردیں گے!

قبل ازیں اسامہ یمانی جیسوں کو یہ راہ کینیڈا کے ایک خودساختہ محقق (حقہ پینے والے؟) ڈان گبسن نے دکھائی جو خانہ کعبہ کا محل وقوع اٹھا کر اردن لے گیا۔ ایسی تحقیقی کتب ومقالوں کا مقام بحر مردار ہے۔ خانہ کعبہ کا محل وقوع؟ وہ ہمارا مرکزِ وجود مقناطیس کی مانند رکھا ہے جس کی طرف کروڑوں دل دنیا بھر سے لوہے کے ذرات کی طرح کھچے چلے جاتے ہیں۔ اردن کے قریب تو تمہارے وجودِ نامسعود کا ٹھکانہ ہے، جہاں بستی سنگسار کر کے الٹائی گئی اور بحر مردار لعنت بن کر اس پر چھا گیا۔ تم اور عبداللہ بن ابی کی ذریت ہمیں ہمارے مقاماتِ مقدسہ کا پتا بتاؤ گے؟ تف بر تو اے ڈان گبسن۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ ’’تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔‘‘ تاریخ انسانیت کی مستند ترین کتاب اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے ہم وارث ہیں۔ ہمارا مقدر رسالت وقرآن سے جگمگا اٹھا، جب تم جہل زدہ تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ، علوم وفنون سبھی کچھ مسلمانوں کے علمی ورثے سے ہے۔ اسپین کے کتب خانے تمہارے ہاتھ لگے تو کہیں تم پڑھنے بیٹھے! ہمارا علم منور ومستنیر ہے سراجِ منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضو سے۔ ایک طلوع آفتاب، دشت وچمن سحر سحر...... یہ تاریکیاں چھٹ کر رہیں گی ایک مرتبہ پھر!

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور‘‘ میں

27 دسمبر 2020ء تا 03 جنوری 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز منگل نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب)

فکری و عملی رہنمائی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء واحباب اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ بہاول نگر کے مبتدی رفیق عبدالغفور آفریدی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0341-8241726

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے مبتدی رفیق جناب شمیم احمد کاظمی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے مبتدی رفیق عبدالحفیظ فاروقی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، چکوال کے مبتدی رفیق تحسین آفتاب کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0333-5786268

☆ مقامی تنظیم میانوالی کے مبتدی رفیق محمد شفیع اللہ کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0300-1535497

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملتزم رفیق محترم محمد عمران کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0321-9078084

☆ حلقہ سرگودھا کے منفرد ملتزم رفیق محسن ریاض کی دادی وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0303-6239352

☆ حلقہ سرگودھا کے منفرد رفیق شکیل احمد طاہر کے نانا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-4596685

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق قاضی محمد عارف کے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0332-5951060

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق محمد سرفراز کے بہنوئی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0306-5547576

☆ حلقہ سرگودھا کے ملتزم رفیق احمد حیات کے چچا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0301-8611490

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق حبیب الرحمن کے بہنوئی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-6676885

☆ حلقہ کراچی شمالی، بفرزون شادمان کے رفیق جناب سلمان غوری کے بھانجے وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-9257750

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

نبوت ورسالت اور اس کا مقصد

محمد فہیم، تیمر گرہ

حسب روایت ہم نے گزرے ماہ ربیع الاوّل کے دوران ''عید میلاد النبیؐ'' کی تقریبات منعقد کیں، نعت خوانی کی محافل جمائیں، حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں گلہائے عقیدت پیش کیے، ''ثواب'' حاصل کیا، جلوس نکالے وغیرہ وغیرہ اور ایک اور ربیع الاوّل اختتام پذیر ہوا۔ منبر ومحراب سے حسب سابق حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں عقیدت واحترام کے موعظہ حسنہ پیش کیے گئے۔ اور ہم مطمئن ہو کر بیٹھ گئے کہ رسالت کا جو بار امامت امت کو تفویض کیا گیا ہے، اس کا حق ادا کر دیا۔ اس ضمن میں جس حقیقت کو اجاگر کرنے اور اس بات کا موازنہ کرنے کی ضرورت ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر نبوت ورسالت کی تکمیل جو ہو چکی ہے، اس کے حوالے سے ہماری بحیثیت امت ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ نبوت ورسالت کا مقصد واضح ہونے کے بعد ہم اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں کہاں تک سمجھ گئے ہیں اور ان کی ادائیگی کے لیے کہاں تک روبہ عمل ہونے کی تیاری کی ہے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ حقیقت سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پورے قصر اسلام کے ڈھانچے کے لیے بنیاد ''ایمان'' ہے اور ایمان دراصل چند ایسے ماورائی حقائق کے ماننے کا نام ہے جن تک رسائی حواس ظاہر کے ذریعے ممکن نہیں۔ ان حقائق کو تین حصوں میں جمع کرنے سے 'ایمانیات ثلاثہ'' متشکل ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالمعاد (آخرت)۔ عام فہم الفاظ میں اس سوال کا جواب کہ ایمان کیا ہے، یہ ہے کہ سب سے پہلے جو حقیقت سامنے آتی ہے یہ ہے کہ یہ پوری کائنات کا سلسلہ کون ومکان جس کی وسعتوں کا انسان کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ یہ 'حادث'' اور فانی ہے۔ یعنی یہ کہ یہ ہمیشہ سے نہیں تھے اور نہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان سب کا ایک وقت معین یعنی اجل مقرر ہے۔ البتہ ایک ہستی، ایک ذات ایسی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ ہستی بالکل تنہا ہے۔ اکیلی ہے، لاشریک ہے ویکتا ہے، اس ہستی میں تمام محاسن وکمالات بہ تمام وکمال موجود ہیں۔ اسی ہستی کو ہم اللہ جانتے اور مانتے ہیں۔ مختصراً واجمالاً اسی کو ایمان باللہ یا توحید کہتے ہیں۔

رحمت خداوندی کے تقاضے کا مظہر انسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام کو انسانیت تک پہنچانے کے لیے انبیاء ورُسُل کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ انسان کو ہدایت کی طرف صحیح راہ کی رہنمائی کی جا سکے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے انزال وحی، انزال کتب، بعثت انبیاء اور ارسال رُسُل کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ انسان کو جو استعدادات سمجھ وفہم (Faculties) دے رکھی ہے اور اسے اعضا وجوارح عطا فرمائے ہیں ان کی صحیح استعمال کی راہ دکھا سکیں۔ اس سلسلہ کی آخری شخصیت وہ عظیم ہستی ہے جو خاتم النبیین اور آخر الرسل کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپؐ پر نبوت نہ صرف ختم ہوئی بلکہ آپ کی ذات مبارکہ پر اتمام اور تکمیل نبوت بھی ہوئی۔ یعنی اللہ کی طرف سے انسانیت کی فلاح ونجات کے لیے جتنی ہدایت درکار تھی وہ بدرجہ اتم اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے ذریعے تکمیل تک پہنچائی اور آپؐ کو قرآن حکیم دے کر نبوت کی تکمیل فرما دی اور اب تا قیامت بلکہ تا ابد یہ اللہ تعالیٰ کا پیغام آخرین ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے اپنے اوپر لیا ہے۔

یہ تخلیق، یہ کائنات، یہ بحر وبر یہ کل موجودات بامقصد اور الی اجل مسمّی ہیں۔ یعنی ایک معین وقت کے لیے ہے۔ جس کا علم صرف اللہ کو ہے کہ وہ کب اس سلسلہ کون ومکان کو ختم کر دے گا۔ تاہم ہمارے لیے اہم یہ ہے کہ ہم اس بات کو دل کی گہرائیوں سے مانیں کہ سب کچھ فانی اور ختم ہونے والا ہے۔ اور یہاں پر انسان کی جو زندگی ہے وہ صرف اس اصل زندگی کا دیباچہ ہے جو موت کے بعد شروع ہوگی جو دار الجزا کی زندگی ہوگی۔ وہ ہمیشہ ہمیش ہوگی۔ وہاں پر ایمان کی بنیاد پر اعمال کا جزا ہوگا۔ وہاں پورے عدل وانصاف سے انسانی اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ انہی حقائق کو ہم ایمان بالمعاد یا آخرت کہتے ہیں۔ اس طرح ہم بحیثیت مسلم ومومن یہ عقیدہ بلکہ یقین محکم رکھتے ہیں کہ اسلام کی عمارت ایمان حقیقی پر کھڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں ابتلا اور آزمائش کے لیے بھیجا ہے تو اس مقصد کے لیے اسے بہت سی صلاحیتیں اور استعدادات بھی عطا کیں ہیں۔ جیسے فرمایا ''ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں (جانچیں، پرکھیں) اسی لیے اسے سننے دیکھنے والا بنایا'' (الدھر 2)۔ اس طرح قلب انسانی میں اللہ نے اپنی محبت کی ایک دھیمی آنچ رکھ دی۔ ان تمام چیزوں سے مسلح کر کے انسان کو اس دنیا میں چند روزہ زندگی کے لیے بھیجا۔ لہٰذا اس مسؤل انسان سے اس زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لیکن اس پر مستزاد رحمت خداوندی نے انسان کو امتحان میں مزید آسانی کے لیے سلسلہ رُسل وہدایت جاری فرمایا۔ نبوت دراصل رحمت ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین بنا کر بھیج دیئے گئے۔

سلسلہ انبیا ورُسُل انسان کے لیے اتمام حجت ہے۔ اس کے ساتھ انسان کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی کیونکہ اسے اب کسی عذر کا موقع نہیں رہا (النساء 165)۔ اور یہی مقصد رسالت ونبوت ہے کہ انسان کے لیے ہدایت کا بھرپور انتظام کرنے کے بعد اس پر حجت قائم ہو۔ اللہ مختار مطلق ہے۔ کوئی بھی انسان عمل کے بل بوتے پر نجات نہیں پا سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل ورحم شامل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کلمہ گو مسلمانوں کے لیے اپنے فضل ورحم کے دروازے وا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ جٹ گوندل فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 36 سال، حافظ قرآن، دینی تعلیم، متحدہ عرب امارات میں رہائش پذیر کو عقد ثانی کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ، طلاق یافتہ (بغیر بچوں کے) یا بانجھ قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 00971-553013392 (وٹس ایپ)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

ام المؤمنین سیدہ میمونہ ؓ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ازدواج میں سے ایک تھیں۔ آپؓ ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ ؓ کی ماں کی طرف سے بہن تھیں۔

سلسلہ نسب

آپؓ کا نام برہ تھا۔ حضور ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھا۔ آپؓ کی ولادت بعثت سے 18 سال قبل 592ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ قریش کے قبیلہ قیس بن عیلان سے تعلق تھا۔ والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن الہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفہ بن قیس بن غیلان بن مضر العامریہ الہلالیہ (الاصابہ:412/3)

آپؓ کی والدہ ہند بنت عوف کا تعلق یمن کے قبیلہ حمیر سے تھا۔ والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب یوں ہے:

والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش۔

خاندانی تعارف

ام المؤمنین سید ہ میمونہ ؓ کی کئی بہنیں تھیں۔ بعض ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اور بعض صرف ماں کی طرف سے تھیں۔

سیدہ میمونہ کی والدہ ہند بنت عوف کی پہلی شادی خزیمہ بن حارث سے ہوئی تھی۔ جن سے ایک بیٹی زینب بنت خزیمہ ؓ پیدا ہوئی تھیں جن سے حضور ﷺ نے نکاح فرمایا تھا۔

ہند بنت عوف نے خزیمہؓ بن حارث کی وفات کے بعد حارث بن حزن سے شادی کی۔ جن سے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

1۔ سیدہ میمونہ بنت حارث: ام المؤمنین

2۔ ام فضل لبابۃ الکبریٰ: حضور ﷺ کے چچا عباس عبدالمطلب کی زوجہ اور فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس ؓ کی والدہ۔

3۔ لبابۃ الصغریٰ: ولید بن مغیرہ کی زوجہ اور ولید ابن ولید، اور مشہور جرنیل صحابی خالد بن ولید ؓ کی ماں۔

ہند بنت عوف نے حارث بن حزن کی وفات کے بعد عمیس بن معد سے شادی کر لی۔ جس سے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں:

1۔ اسماء بنت عمیس ؓ: پہلا نکاح حضرت جعفرؓ بن ابوطالب سے۔ حضرت جعفر ؓ کے بیٹے عبد اللہ، محمد اور عون۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے نکاح، ایک بیٹا محمد۔ تیسرا نکاح سیدنا ابوبکر ؓ کی وفات کے بعد حضرت علی ؓ سے ہوا اور ایک بیٹا یحییٰ پیدا ہوا۔

2۔ سلمیٰ بنت عمیس ؓ: یہ نبی کریم ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔ سیدہ حمزہ کی شہادت کے بعد ان کی شادی شداد بن الہاد ؓ کے ساتھ ہوئی۔

3۔ سلامہ بنت عمیسؓ: یہ عبداللہ بن کعب کی بیوی تھی۔

ام المؤمنینؓ سیدہ میمونہ بنت حارثؓ معروف صحابی سیدنا ابوسفیان ؓ کی ماموں زاد بہن تھیں۔

نکاح

پہلا نکاح مسعود بن عمرو عمیر ثقفی سے ہوا۔ انہوں نے کسی وجہ سے طلاق دے دی۔ پھر ابورُہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ 7ھ میں انہوں نے وفات پائی اور حضرت میمونہ ؓ بیوہ ہوگئیں۔

حریم نبوت میں آمد

جب سیدہ میمونہ ؓ بیوہ ہوگئیں۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے۔ سیدہ میمونہ ؓ کو جب حضور ﷺ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو وہ چاہتی تھیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ ازدواج ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی خواہش کا اپنی ہمراز بہن ام فضل سے اظہار کیا۔ ام فضل نے یہ مطلب اپنے شوہر عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس بیان کیا۔ سیدہ میمونہ ؓ کے بہنوئی اور رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا عباس ؓ مقام جحفہ میں حضور ﷺ سے ملے اور سیدہ کی بیوگی کا تذکرہ کیا اور چاہا کہ آپؐ ان سے نکاح فرمالیں۔ آپؐ نے مشورہ قبول فرمالیا۔ اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو نکاح کا پیغام دے کر بھیج دیا۔ جب حضرت جعفر ؓ ان کے پاس پہنچے اس وقت حضرت میمونہ ؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ حضرت جعفر ؓ نے حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ سیدہ میمونہ ؓ نے جواب میں کہا کہ اونٹ اور اونٹ پر جو کچھ ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔ یعنی میمونہ ؓ نے اپنے آپ کو اللہ اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کے لیے ہبہ کیا۔ اس موقع پر سورۂ احزاب کی آیت 50 نازل ہوئی:

﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَاۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ﴾ ’’اور کوئی مومن عورت اپنی جان کو پیغمبرؐ کو بخش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبرؐ بھی نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن یہ اجازت) (اے محمدؐ) خاص آپؐ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔‘‘

سیدہ میمونہ ؓ نے نکاح کا پیغام قبول کر لیا اور سیدنا عباس ؓ کو اپنا وکیل مقرر فرمایا اور سیدنا عباس ؓ نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ نکاح کے وقت سیدہ میمونہ ؓ کی عمر 27 سال اور حضور ﷺ کی عمر 60 سال تھی۔

سیدہ میمونہ ؓ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے میں حکمت یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ بنو ہلال قبیلہ سے تعلقات خوشگوار بنا کر اسے اسلام کا گرویدہ بنانا چاہتے تھے۔ اس شادی کے نتیجے میں بنو ہلال قبیلہ خوشی سے اسلام قبول کرنے کے لیے راضی ہوگیا۔

حق مہر

سیدہ میمونہ ؓ کا حق مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔ لیکن آپؓ نے خود کو بطور ہبہ ثابت کیا اور رسول اللہ ﷺ سے حق مہر کا تقاضا نہیں کیا۔

رخصتی

عقد نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے اندر مزید تین دن ٹھہرنے اور مہمانوں کی دعوت کا ارادہ کیا جس میں آپؐ میمونہ ؓ کے رشتہ داروں اور قریش مکہ کو بھی

مدعو کرنا چاہتے تھے لیکن قریش مکہ نے کہا کہ آپؐ کو مکہ میں ٹھہرنے کی تین دن کی اجازت تھی۔ وہ مدت ختم ہوگئی لہٰذا ہمیں آپؐ کی دعوت کی ضرورت نہیں، آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ مکہ مکرمہ سے چلے گئے اور مکہ سے 10 میل کے فاصلے پر مقام سرف پر رسم عروسی ادا کی۔

روایت حدیث

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے 46 احادیث روایت کی ہیں ان کی روایات کردہ احادیث میں صحیح بخاری وصحیح مسلم میں 13 احادیث مذکور ہیں، باقی دیگر کتبِ حدیث میں محفوظ ہیں۔

فضل وکمال

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تفقہ فی الدین اور مسائل کا ادراک ان کی علمی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔ احکام نبوی ﷺ کی تعمیل ہمہ وقت پیش نظر رہتی تھی۔ ایک مرتبہ آپؓ کی کنیز بدیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر گئی۔ دیکھا کہ میاں بیوی کے بستر دور دور بچھے ہیں۔ خیال ہوا کہ میاں بیوی میں کوئی رنجش ہوگئی ہے۔ لیکن معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ شوہر ماہواری کے ایام میں بیوی سے اپنا بستر علیحدہ کر لیتے ہیں۔ جب ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی باندی کو کہا کہ جا کر کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے اعراض نہیں کرنا چاہیے۔ آپؐ تو اس حالت میں بستروں پر ہمارے ساتھ لیٹتے تھے۔ (مسند احمد)

اللہ سے ڈرنے والی

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے محاسن کے متعلق فرماتی تھیں: ”میمونہ رضی اللہ عنہا ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔“ (مستدرک حاکم)

حضور ﷺ کی تعریف

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چار بہنیں مومنہ ہیں: حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا۔“ (الاستیعاب 4/1909)

صلہ رحمی کا شوق

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو غلام آزاد کرنے کا بڑا شوق تھا۔ ایک مرتبہ ایک لونڈی راہِ خدا میں آزاد کی۔ جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ”اللہ تم کو جزا دے۔“

مخیر اور فیاض

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بہت مخیر اور فیاض تھیں۔ اس لیے وقتاً فوقتاً قرض لینے کی نوبت آجاتی تھی۔ ایک دفعہ بہت زیادہ قرض لے لیا۔ کسی نے پوچھا آپؓ اس کو ادا کیسے کریں گی؟ جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”جو شخص ادا کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کا قرض خود ادا کر دیتا ہے۔“ (مسند احمد)

گناہ سے نفرت

ایک دفعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا قریبی رشتہ داران کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی۔ وہ سخت غضب ناک ہوئیں اور اسے سختی سے جھڑک کر کہا ”آئندہ کبھی میرے گھر میں قدم نہ رکھنا۔“

سیدہ نے طہارت کا مسنون طریقہ بیان کیا

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کے وقت سب سے پہلے جسم کے مخصوص حصے کو دھویا، پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا لیکن پاؤں نہ دھوئے۔ پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہایا۔ پھر آپؐ نے ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا غسل جنابت تھا۔ (بخاری)

اولاد

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی تینوں خاوندوں سے کوئی اولاد نہیں تھی۔

سانحۂ ارتحال

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا 51ھ میں حج کے لیے مکہ مکرمہ گئی ہوئی تھیں۔ وہاں طبیعت ناساز ہوئی تو فرمایا مجھے یہاں سے لے چلو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ میری موت مکہ میں واقع نہیں ہوگی۔ لوگ ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے چل دیے۔ جب مقام سرف پر ایک درخت کے سائے میں ستانے کے لیے رُک گئے۔ یہی وہ مقام تھا جہاں رسول اللہ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے۔ اسی جگہ پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ وصال کے وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی عمر 85 سال تھی۔ یہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔

نماز جنازہ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ان کے بھانجے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ مقام سرف پر ان کی تدفین ہوئی۔

جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی رفیقۂ حیات تھیں۔ ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ چلو۔“

(طبقات ابن سعد)

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد و قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

”مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب“ پر مبنی

”قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس“ سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501 (92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

India most corrupt country in Asia - Transparency International

Apart from the Indian-doting West, few were surprised to learn that Transparency International (TI) has found India is the most corrupt country in Asia.

It has left behind such regularly-vilified countries as Pakistan, Bangladesh, Indonesia, Thailand, Philippines etc.

The results of the survey—the Global Corruption Barometer (GCB)–Asia—released on November 24 showed that India also had the highest rate of people using personal connections to access public services.

India has a bribery rate of 39 percent—highest in the region—while 46% of the people use familiarity to get access to services.

The GCB-Asia report noted that India's "slow and complicated bureaucratic process, unnecessary red tape and unclear regulatory frameworks force citizens to seek out alternate solutions to access basic services through networks of familiarity and petty corruption."

Half of those surveyed (50%) revealed they paid bribes because they were asked to.

And 32% said they used connections because they would not have gotten the same service otherwise.

Distrust of government was also quite high among people surveyed in the 17 countries.

Nearly one in three believed that government corruption was a big problem in their country.

Corruption was not only rampant, 38% of the people also believed that corruption had increased in their country in the last 12 months.

While Transparency International concerned itself with only looking at corruption in government bureaucracy, had it probed a little deeper, it would have found that a whopping 40% of lawmakers in India face serious criminal charges such as rape, murder, extortion etc.

Laws in the world's "largest democracy" are framed by absolute criminals yet little of this finds any mention in the Western media.

India is also the most polluted country in the world. Delhi ranks as the most polluted city.

And then there is widespread poverty. More than 400 million people live in absolute poverty.

The pandemic has further ravaged India's economy and all the propaganda about 'Shining India' is just humbug.

Rape of women and racism against minorities are also rampant.

True, Transparency International did not concern itself with these issues but they are related to corruption.

India's rape statistics are alarming. Rape of Dalit women—and now Muslim women as well—is rampant.

The police often refuse to lay charges against the perpetrators.

Caste plays a large part in this gross injustice. Women are not only raped they are often murdered as well after being gang-raped.

If India's situation can be summed up in a few words, it would be squalor, filth and discrimination.

But don't expect to read about this in any Western media outlet.

Ruled by Hindu Nazis, India can do no wrong. It is an "ally" against a rising China, which has been declared enemy number one.

That is enough to turn a blind eye to all of India's excesses from corruption, rape and lynching to militarism and gangsterism.

Source: ***An editorial published in the Crescent International.***

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.43

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore